Postal Reg. No. GDP/001/2013-15

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 63

ہفت روزہ

قادیان

شمارہ 26

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

بدر

The weekly BADR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

27 رشعبان 1435 ہجری 26 راحسان 1393 ہش 26 رجون 2014ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اللھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا فی عمرہ وامرہ۔

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ ۞ اَیَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ ؕ فَمَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ مَّرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَی الَّذِیۡنَ یُطِیۡقُوۡنَہٗ فِدۡیَۃٌ طَعَامُ مِسۡکِیۡنٍ ؕ فَمَنۡ تَطَوَّعَ خَیۡرًا فَہُوَ خَیۡرٌ لَّہٗ ؕ وَاَنۡ تَصُوۡمُوۡا خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۞ شَہۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ ہُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡہُدٰی وَالۡفُرۡقَانِ ۚ فَمَنۡ شَہِدَ مِنۡکُمُ الشَّہۡرَ فَلۡیَصُمۡہُ ؕ وَمَنۡ کَانَ مَرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ یُرِیۡدُ اللّٰہُ بِکُمُ الۡیُسۡرَ وَلَا یُرِیۡدُ بِکُمُ الۡعُسۡرَ ۫ وَلِتُکۡمِلُوا الۡعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ہَدٰىکُمۡ وَلَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ ۞ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّہُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ ۞

(سورۃ البقرہ: ۱۸۴ تا ۱۸۷)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔ اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔ پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کے لئے بہت اچھا ہے۔ اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

ترجمہ: رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہوگا۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اس نے تمہیں عطا کی اور تا کہ تم شکر کرو۔ اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

"عَنۡ اَبِیۡ ہُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: مَنۡ لَمۡ یَدَعۡ قَوۡلَ الزُّوۡرِ وَالۡعَمَلَ بِہٖ فَلَیۡسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِیۡ اَنۡ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ۔

(بخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور والعمل بہ)

ترجمہ: "حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے اجتناب نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں یعنی اس کا روزہ بیکار ہے۔"

عَنۡ اَبِیۡ ہُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ: کُلُّ عَمَلِ ابۡنِ اٰدَمَ لَہٗ اِلَّا الصِّیَامَ فَاِنَّہٗ لِیۡ وَاَنَا اَجۡزِیۡ بِہٖ۔ وَالصِّیَامُ جُنَّۃٌ فَاِذَا کَانَ یَوۡمُ صَوۡمِ اَحَدِکُمۡ فَلَا یَرۡفُثۡ وَلَا یَصۡخَبۡ فَاِنۡ سَابَّہٗ اَحَدٌ اَوۡ قَاتَلَہٗ فَلۡیَقُلۡ: اِنِّیۡ صَائِمٌ وَالَّذِیۡ نَفۡسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَخُلُوۡفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطۡیَبُ عِنۡدَ اللّٰہِ مِنۡ رِیۡحِ الۡمِسۡکِ۔ لِلصَّائِمِ فَرۡحَتَانِ یَفۡرَحُہُمَا اِذَا اَفۡطَرَ فَرِحَ وَاِذَا لَقِیَ رَبَّہٗ فَرِحَ بِصَوۡمِہٖ۔

(بخاری کتاب الصوم باب ھل یقول انی صائم اذا شُتِمَ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں۔ مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اسکی جزا بنوں گا یعنی اسکی اس نیکی کے بدلہ میں اسے اپنا دیدار نصیب کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ ڈھال ہے، پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بیہودہ باتیں کرے نہ شور و شر کرے اگر اس سے کوئی گالی گلوچ ہو یا لڑے جھگڑے تو وہ جواب میں کہے کہ میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے! روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہے۔ کیونکہ اس نے اپنا یہ حال خدا تعالیٰ کی خاطر کیا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں مقدر ہیں ایک خوشی اسے اس وقت ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری اس وقت ہوگی جب روزے کی وجہ سے اسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہوگی۔

فرمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جسقدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزہ سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا اُنہیں مل جاوے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۰۲ ایڈیشن ۲۰۰۳)

حضرت بانئ جماعت احمدیہ اور مقدس افرادِ خاندان پر اخبار ''منصف'' حیدرآباد کے اعتراضات کا جواب

قسط: 24

روز نامہ ''منصف'' حیدرآباد میں حضرت بانئ جماعت احمدیہ اور مقدس افرادِ خاندان کے خلاف افترا اور بہتان طرازیوں پر مشتمل دلآزار مضامین جو محمد متین خالد کے نام سے شائع ہوتے رہے، ان گالیوں کا جواب حوالہ بخدا!

آج کل حضرت بانئ جماعت احمدیہ کے عقائد کو توڑ مروڑ کر عوام الناس کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور ''قادیانیت اپنے آئینہ میں'' عنوان کے تحت مضامین شائع کیے جارہے ہیں۔ ان مضامین کی حقیقت ظاہر کرنے کیلئے جواب بھجوایا جاتا ہے تو فائل کردیا جاتا ہے۔ ''منصف'' کو اپنے اس انصاف کا بھی دُنیا میں نہیں تو خدا تعالیٰ کی عدالت میں ضرور جواب دہ ہونا پڑے گا۔ بہرحال سو سال سے اِن گھسے پٹے اعتراضات کا جواب دیا جاتا رہا ہے، ایک مرتبہ پھر ہم اپنے ہفت روزہ اخبار ''بدر'' میں شائع کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ''منصف'' کی دُھول سے ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائیوں کی آنکھیں صاف فرماوے آمین! (مدیر)

مرزا سلطان محمد صاحب کی توبہ کا ثبوت

اس جگہ معترض کے بعض وساوس کا ازالہ کرنا بھی ضروری ہے۔

معترض نے یہ دھوکہ دینے کی کوشش بھی کی کہ سلطان محمد صاحب جب فوت نہیں ہوئے تو مرزا نے کہا کہ وہ احمد بیگ کی وفات سے طائب ہوگئے اور انہوں نے توبہ کی۔ خوفزدہ ہونے کی بات محض ڈھکوسلہ ہے۔ اس جگہ ہم سلطان محمد صاحب کی توبہ کے ثبوت پیش کررہے ہیں۔

پہلا ثبوت: پیشگوئی کے مطابق جب احمد بیگ ہلاک ہوگیا تو اس کے خاندان والوں اور سلطان محمد وغیرہ پر خوف طاری ہونا شروع ہوا اور توبہ و استغفار کی طرف رجوع کیا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

سو ایک دانا سوچ سکتا ہے کہ احمد بیگ کے مرنے کے بعد جس کی موت پیشگوئی کا ایک جزو تھی دوسری جزو والے کا کیا حال ہوا ہوگا؟ گویا وہ جیتا ہی مرگیا ہوگا۔ چنانچہ اس کے بزرگوں کی طرف سے دو خط ہمیں بھی پہنچے، جو ایک حکیم صاحب باشندہ لاہور کے ہاتھ سے لکھے ہوئے تھے، جن میں انہوں نے اپنی توبہ اور استغفار کا حال لکھا تھا اور ان تمام قرائن کو دیکھ کر ہمیں یقین ہوگیا تھا کہ تاریخ وفات سلطان محمد قائم نہیں رہ سکتی۔'' (اشتہار 6 ستمبر 1894ء صفحہ 3)

سلطان محمد صاحب پیشگوئی محمدی بیگم کے متعلق لکھتے ہیں:

''میرے خسر جناب مرزا احمد بیگ صاحب واقع میں عین پیشگوئی کے مطابق فوت ہوئے۔ مگر خدا تعالیٰ غفور الرحیم بھی ہے، اپنے دوسرے بندوں کی بھی سنتا اور رحم کرتا ہے..... میں ایمان سے کہتا ہوں کہ یہ نکاح والی پیشگوئی میرے لئے کسی قسم کے شک وشبہ کا باعث نہیں ہوئی۔ باقی رہی بیعت کی بات، سو میں قسمیہ کہتا ہوں کہ جو ایمان اور اعتقاد مجھے حضرت مرزا صاحبؑ پر ہے میرا خیال ہے کہ آپ کو بھی جو بیعت کرچکے ہیں اتنا نہیں ہوگا --- باقی میرے دل کی حالت کا اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس پیشگوئی کے وقت آریوں نے لیکھرام کی وجہ سے اور عیسائیوں نے آتھم کی وجہ سے مجھے لاکھ لاکھ روپیہ دینا چاہا، تا میں کسی طرح مرزا صاحبؑ پر نالش کروں۔ اگر میں وہ روپیہ لے لیتا تو امیر کبیر بن سکتا تھا مگر وہی ایمان اور اعتقاد تھا جس نے مجھے اس فعل سے روکا۔''

(الفضل 9-13 جون 1921ء)

معترض نے حضرت مسیح موعودؑ کی اس عظیم الشان پیشگوئی پر بعض نہایت شرمناک استہزاء بھی کیے مثلاً۔

ا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس قول کو استہزا کا نشانہ بنایا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے۔

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نکاح کے متعلق لکھا تھا کہ یہ نکاح بہت زیادہ خیر وبرکت کا موجب ہوگا۔ معترض نے اس پر نہایت شرمناک استہزا کرتے ہوئے لکھا کہ اگر مرزا کے ساتھ نکاح ہو جاتا تو محمدی بیگم کو کیا ملتا۔ ایک ایسے ناکارہ بوڑھے شوہر کی مصاحبت جو گوناں گوں امراض خبیثہ کا مخزن تھا۔ ایک ایسی سوکن کا مسلسل سوکنا پا جو ایام پیغام رسانی ہی میں روزانہ بیس سیر آٹا پسوانے کی دھمکی دے رہی تھی۔ اس کے علاوہ مرزا کی صرف سڑسٹھ روپے کی ماہوار آمدنی میں سے مرزا کے پورے خاندان کے اخراجات کے بعد جو کچھ بچ رہتا اسی پر قناعت وصبر۔ پھر تھوڑے ہی عرصے کے بعد شوہر کا حادثہ وفات اور اس کے بعد اٹھاون برس سے زائد مدت تک مسلسل بیوگی کا صدمہ اور دردر کی ٹھوکریں یہ وہ برکتیں تھیں جن کا مرزا دعویٰ کررہا تھا۔

اس کے برخلاف سلطان محمد کے ساتھ محمدی بیگم نے مدت العمر وہ آسودگی اور فارغ البالی پائی جس کی نظیر بہت کم گھرانوں میں پائی جاتی ہے.....

.... اللہ تعالیٰ نے محمدی بیگم کو قابل رشک تندرستی اور مال و دولت اور آل و اولاد کی فراوانی و خوشحالی کے ساتھ ساتھ طول عمر کی نعمت سے نوازا تھا۔ محمدی بیگم نے نوے برس سے زائد عمر پاکر 19 نومبر 1966ء سنیچر کو لاہور میں انتقال کیا۔ اور اپنے پیچھے بیٹے بیٹیوں، پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں کا ایک انبوہ کثیر چھوڑا۔ معترض نے الاعتصام لاہور کے حوالے سے لکھا کہ اس کے ایمان کی پختگی کا یہ عالم تھا کہ اس نے وفات کے وقت آخری وصیت یہ کی کہ کوئی مرزائی میرے جنازے میں نہ آنے پائے۔''

(اخبار منصف: 20 دسمبر 2013)

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آپؑ نے اس بات کا اعلان کیا کہ آپ کا نکاح محمدی بیگم کے ساتھ آسمان پر پڑھا گیا تو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس ضمن میں معترض نے جو حوالہ پیش کیا وہ معترض کی یہودیانہ تحریف کاری کا شرمناک نمونہ ہے کیونکہ اس جگہ تو حضورؑ فرماتے ہیں:

''اور یہ امر کہ الہام میں یہ بتایا گیا تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ یہ درست ہے، مگر جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہیں اس نکاح کے ظہور کیلئے جو آسمان پر پڑھا گیا خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ ہے اَیَّتُھَا الْمَرْءَۃُ تُوْبِیْ تُوْبِیْ فَاِنَّ الْبَلَاءَ عَلٰی عَقِبِکِ۔ پس جب اُن لوگوں نے اس شرط کو پورا کردیا تو نکاح فسخ ہوگیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔''

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۲)

۲۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

اَخْرَجَ الطِّبْرَانِیُّ وَابْنُ عَسَاکِرَ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِخَدِیْجَۃَ اَمَا شَعُرْتِ اِنَّ اللّٰہَ زَوَّجَنِیْ مَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ وَ کُلْثُوْمَ اُخْتَ مُوْسٰی وَامْرَءَۃَ فِرْعَوْنَ قَالَتْ ھَنِیْئًا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔

(فتح البیان جلد ۷ صفحہ ۱۰۰) فردوس الاخبار ویلمی صفحہ ۵۱ ۳ بحوالہ پاکٹ بک مرتبہ ملک عبدالرحمن خادم صفحہ 463)

کہ طبرانی اور ابن عساکرؒ نے ابو امامہؓ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت خدیجہؓ سے فرمایا کہ اے خدیجہؓ! کیا تجھے معلوم نہیں کہ خدا نے میرا نکاح پڑھ دیا ہے عیسیٰؑ کی ماں مریمؑ، موسیٰؑ کی بہن کلثومؓ اور فرعون کی بیوی آسیہؓ کے ساتھ! حضرت خدیجہؓ نے فرمایا! یارسول اللہ آپ کو مبارک ہو!

اب ظاہر ہے کہ ان خواتین کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ظاہری نکاح تو نہیں ہوا لیکن ان خواتین کی نسل اور ان کی قوم سے بیشمار لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیعت کرکے آپ کو اپنا روحانی باپ تسلیم کیا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو محمدی بیگم کے متعلق فرمایا کہ اس کے ساتھ خدا تعالیٰ نے میرا نکاح آسمان پر پڑھا تو اس کا مطلب یہی ہے کہ اس کی اولاد اور اس کے خاندان کے بےشمار لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرکے آپ کو اپنا روحانی باپ، بھائی اور بیٹا تسلیم کیا۔

معترض نے محمدی بیگم کی بکثرت آل اولاد کا ذکر تو کیا لیکن یہ نہیں بتایا کہ ان میں سے اکثر احمدی ہوگئے۔ حتیٰ کہ بہت سے قریبی رشتہ دار بھی احمدیت کی آغوش میں آگئے۔ ذیل میں ان سب لوگوں کے نام دیئے جارہے ہیں جو پیشگوئی محمدی بیگم کے پورا ہونے کے بعد جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔

ا۔ اہلیہ مرزا احمد بیگ صاحب (والدہ محمدی بیگم) یہ موصیہ تھیں۔

۲۔ ہمشیرہ محمدی بیگم۔

۳۔ مرزا محمد احسن بیگ جو مرزا احمد بیگ کے داماد ہیں اور اہلیہ مرزا احمد بیگ کے بھانجے ہیں۔

۴۔ عنایت بیگم ہمشیرہ محمدی بیگم

۵۔ مرزا محمد بیگ صاحب پسر مرزا احمد بیگ صاحب۔

۶۔ مرزا محمود بیگ صاحب پوتا مرزا احمد بیگ صاحب

۷۔ دختر مرزا نظام دین اور ان کے گھر کے سب افراد احمدی ہیں۔

۸۔ مرزا گل محمد پسر مرزا نظام دین صاحب۔

۹۔ اہلیہ مرزا غلام قادر صاحب (موصیہ تھیں)

۱۰۔ محمودہ بیگم ہمشیرہ محمدی بیگم۔

۱۱۔ مرزا محمد اسحاق بیگ صاحب ابن مرزا سلطان محمد صاحب پٹی۔

(پاکٹ بک مرتبہ ملک عبدالرحمن خادم صفحہ 464)

یہ وہ افراد ہیں جو خاص طور پر اس خاندان کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہیں اور یہ سب کے سب اس نکاح والی پیشگوئی کے بعد ہی داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے ہیں۔ پیشگوئی میں اگر کوئی امر قابل اعتراض ہوتا تو پہلے ان لوگوں کو اس پر اعتراض کرنا چاہیئے تھا۔

یہ وہ لوگ تھے جن کو سب سے بڑھ کر محمدی بیگم کی نسبت کی جانے والی پیشگوئی کے متعلق غیرت ہوسکتی تھی مگر یہ سب تو ایمان لے آئے۔ خصوصاً محمدی بیگم کے بیٹے اسحاق محمد صاحب نے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کرکے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنا روحانی باپ تسلیم کرلیا جو ''آسمانی نکاح'' کے ظہور میں آنے کا واضح ترین ثبوت ہے۔ خود سلطان محمد صاحب کا قول موجود ہے کہ۔

''میں ایمان سے کہتا ہوں کہ یہ پیشگوئی میرے لئے کسی قسم کے شک وشبہ کا باعث نہیں ہوئی''

(الفضل 9-13 جون 1921)

یہ تو ان لوگوں کا ایمان تھا جو محمدی بیگم سے تعلق رکھتے تھے خود محمدی بیگم کا ایمان سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق کیسا تھا، ملاحظہ ہو، تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 325۔ محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مورخ احمدیت فرماتے ہیں:

(باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

کوئی بھی ایسی قربانی جو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے حکموں کے مطابق اور خدا تعالیٰ کی خاطر ہو، اس کے نمونے قائم کرنے کے لئے آج خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو پیدا کیا ہے

الٰہی جماعتیں دنیاوی حکومتوں یا دنیاوی طرز کے احتجاجوں پر یقین نہیں رکھتیں

صرف اس بات پر پریشان نہیں ہو جانا چاہئے کہ ایک ملک میں ابتلاء یا امتحان کا دور لمبا ہو گیا۔ بلکہ یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وسعتیں کہاں تک پھیل رہی ہیں۔ ہمارا انحصار نہ کسی حکومت پر ہے نہ کسی انسانی حقوق کی تنظیم پر بلکہ ہمارا انحصار خدا تعالیٰ کی ذات پر ہے

اگر ہر احمدی خدا پر انحصار کی حقیقت کو سمجھ کر اس پر عمل کرنا شروع کر دے تو جہاں جہاں بھی احمدیوں پر تنگیاں وارد کی جارہی ہیں وہ انشاء اللہ تعالیٰ دعاؤں سے ہی ہوا میں اڑ جائیں گی۔ مگر شرط ان دعاؤں کا حق ادا کرنا ہے۔

ایک حقیقی احمدی ہر وقت خدا پر نظر رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہر وقت کوشش کرتا ہے

یہ قربانیاں، یہ امتحان، یہ عارضی ابتلا ہماری ترقی کی رفتار تیز کرنے والے ہیں

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ سے جو وعدے کئے ہیں وہ یقیناً پورے ہوں گے اور آخری فتح ہماری ہی ہوگی

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 23 مئی 2014ء بمطابق 23 ہجرت 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل 13 رجون 2014 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا۔ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا۔ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ۔ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ۔ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ۔ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ فَاٰتٰهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ۔ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔ (آل عمران: 146۔149)

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا۔ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ۔ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔
(آل عمران: 170۔172)

یہ آیات سورۃ آل عمران کی 146 سے 149 اور 170 سے 172 تک ہیں۔ پہلے حصے کا ترجمہ یہ ہے کہ اور کسی جان کے لئے مرنا ممکن نہیں سوائے اس کے کہ اللہ کے اِذن سے ہو۔ یہ ایک طے شدہ نوشتہ ہے۔ اور جو کوئی دنیا کا ثواب چاہے ہم اسے اس میں سے عطا کرتے ہیں۔ اور جو کوئی آخرت کا ثواب چاہے ہم اسے اسی میں سے عطا کرتے ہیں۔ اور ہم شکر کرنے والوں کو یقیناً جزا دیں گے۔

اور کتنے ہی نبی تھے کہ جن کے ساتھ مل کر بہت سے ربانی لوگوں نے قتال کیا۔ پھر وہ ہرگز کمزور نہیں پڑے اس مصیبت کی وجہ سے جو اللہ کے رستے میں انہیں پہنچی۔ اور انہوں نے ضعف نہیں دکھایا اور وہ دشمن کے سامنے جھکے نہیں۔ اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اور ان کا قول اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انہوں نے عرض کیا اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملہ میں ہماری زیادتی بھی۔ اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا کر۔ تو اللہ نے انہیں دنیا کا ثواب بھی دیا اور آخرت کا بہت عمدہ ثواب بھی۔ اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ دوسرے حصے کا ترجمہ یہ ہے کہ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو ہرگز مردے گمان نہ کرو بلکہ وہ تو زندہ ہیں اور انہیں ان کے رب کے ہاں رزق عطا کیا جا رہا ہے۔

بہت خوش ہیں اس پر جو اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے اور وہ خوشخبریاں پاتے ہیں اور اپنے پیچھے رہ جانے والوں کے متعلق جو ابھی ان سے نہیں ملے کہ ان پر بھی کوئی خوف نہیں ہوگا اور وہ غمگین نہیں ہوں گے۔ وہ اللہ کی نعمت اور فضل کے متعلق خوشخبریاں پاتے ہیں اور یہ خوشخبریاں بھی پاتے ہیں کہ اللہ مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرے گا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا فضل و احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے لوگ عطا فرمائے ہیں جو اپنے عہدوں کی روح کو جانتے ہیں اور جو قربانیوں کی روح کو جانتے ہیں اور نہ صرف جانتے ہیں بلکہ اس کے ایسے نمونے قائم کرنے والے ہیں جن کی اس زمانے میں کہیں اور مثال نہیں ملتی۔ مال کی قربانی کا سوال اٹھے کہ کہاں ہیں ایسے لوگ جو اپنے مال کو دین کی خاطر قربان کرنے والے ہیں تو جماعت احمدیہ کے افراد کا گروہ سامنے آ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ وقت کی قربانی کا مطالبہ ہو تو آج جماعت احمدیہ میں دین کی خاطر وقت قربان کرنے کے اعلیٰ نمونے موجود ہیں۔ عزت کی قربانی کے نمونے دیکھنے ہیں تو آج جماعت احمدیہ میں اس کے نمونے نظر آئیں گے۔ تبلیغ اسلام کے لئے زندگیاں وقف کرنے کا مطالبہ کیا جائے تو مخلصین کا گروہ اس کام کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنے والا ہے۔ جان کی قربانی کا حقیقی نمونہ دیکھنا ہے تو جماعت احمدیہ کی تاریخ اس حقیقی قربانی کے نمونوں پر مہر لگاتی ہے۔

غرض کہ کوئی بھی ایسی قربانی جو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے حکموں کے مطابق اور خدا تعالیٰ کی خاطر ہو، اس کے نمونے قائم کرنے کے لئے آج خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو پیدا کیا ہے۔ آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ایسی جماعت عطا کی ہے جس کی اکثریت مال جان وقت اور عزت قربان کرنے کی روح کو سمجھنے والی ہے اور ہر وقت تیار ہے۔ لیکن بعض ایسے بھی ہیں جو علم کی کمی کی وجہ سے ایسا اظہار کر دیتے ہیں جو مومن کی شان نہیں یا حالات کی وجہ سے بشری تقاضے کے تحت ایسے اظہار کر دیتے ہیں جس سے بعض کم تربیت یافتہ یا کچے ذہن ضرورت سے زیادہ اثر لے لیتے ہیں۔ بعض لوگ مجھے لکھ بھی دیتے ہیں کہ یہ ابتلا اور امتحان کا عرصہ لمبا ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اگر صرف یہاں تک ہی ہو کہ مشکلات اور امتحان کا عرصہ لمبا ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد آسانیوں کے سامان پیدا فرمائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ جب ان سختیوں اور ابتلاؤں کی انتہا پہنچتی

ہے تو رسول اور مومنین کی جماعت مَتٰی نَصۡرُ اللّٰہ کی آواز بلند کرتے ہیں اور یہ دعا بھی کرتے ہیں لیکن ایسا اظہار جس سے دنیاوی واسطوں اور اسباب کی طرف توجہ کی طرف رغبت کا اظہار ہو تو یہ ایک مومن کی شان نہیں ہے۔ مثلاً مجھے ایک لکھنے والے نے لکھا کہ پاکستان میں جماعت پر جو کچھ ظلم ہو رہے ہیں، ہمیں دنیا کو بتانا چاہئے اور ایم ٹی اے کو بھی ایک بڑا حصہ اس بات پر لگا دینا چاہئے کہ وہ اس کے ذریعہ ظلموں کا اظہار کرتی رہے، دنیا کو بتائے اور دوسرے ذرائع بھی استعمال کئے جائیں۔ ظلم کے خلاف دنیا میں آواز بلند کی جائے۔ بلکہ خط سے یوں لگا کہ جیسے دنیا والے کرتے ہیں ہم بھی دنیاوی طریقے سے شور شرابہ کرکے دنیا کے سامنے اپنے احتجاج کے نعرے بلند کریں تو پھر شاید ان حکومتوں کو جو ہمارے خلاف ہیں ہمارے حقوق دینے کی طرف توجہ پیدا ہو اور یہ ابتلا اور مشکلات کا دور ختم ہو۔ یہ کہتے ہیں کہ میرے شیعہ دوست کہتے ہیں کہ جو کچھ جماعت احمدیہ کے ساتھ ہو رہا ہے اگر ہمارے ساتھ ہو تو ہم تو یوں جلوس نکالتے ہیں اور یوں احتجاج کرتے ہیں اور یہ کر دیتے ہیں اور وہ کر دیتے ہیں۔ اور یہ بھی کہ اگر ہمارے سے تھوڑا سا بھی ہو تو ہم دنیا میں شور مچا دیتے ہیں۔ احمدی صحیح احتجاج نہیں کرتے۔ اس لئے ان کا ابتلا اور ان پر ظلم کا عرصہ لمبا ہو رہا ہے۔

اس بارے میں پہلی بات تو یہ یاد رکھنے والی ہے کہ جب ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم الٰہی جماعت ہیں تو پھر ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ الٰہی جماعتیں دنیاوی حکومتوں یا دنیاوی طرز کے احتجاجوں پر یقین نہیں رکھتیں، نہ الٰہی جماعتوں کی ترقی میں دنیاوی مدد کا کوئی کردار ہے یا ہاتھ ہے۔ دنیاوی مددیں بغیر شرائط کے نہیں ہوتیں۔ بغیر کسی غرض کے نہیں ہوتیں۔ اپنے آگے کسی نہ کسی رنگ میں جھکائے بغیر نہیں ہوتیں۔ اور یہ باتیں ایک حقیقی مومن کبھی برداشت نہیں کر سکتا۔ مَتٰی نَصۡرُ اللّٰہ کی آواز اگر مومنین کی طرف سے بلند ہوتی ہے تو یہ خدا تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے دعا کی آواز ہے۔ اور ہر مرتبہ جب ہم ابتلا اور امتحانوں کے دَور سے گزرتے ہوئے اللہ کے آگے جھکتے ہوئے اس کے فضلوں اور اس کی مدد مانگتے ہیں، اس کی مدد کے طالب ہوتے ہیں تو ترقی کے نئے سے نئے راستے ہمارے سامنے کھلتے چلے جاتے ہیں۔

آج تقریباً تمام دنیا میں پھیلے ہوئے افرادِ جماعت اور دنیا کے 204 ممالک میں بسنے والے احمدی اس بات کے گواہ ہیں کہ یہ ابتلاء جماعتی ترقی کے نئے سے نئے راستے کھول رہا ہے اور نئی سے نئی منزلیں طے ہو رہی ہیں۔ پس صرف اس بات پر پریشان نہیں ہو جانا چاہئے کہ ایک ملک میں ابتلا یا امتحان کا دور لمبا ہو گیا۔ بلکہ یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وسعتیں کہاں تک پھیل رہی ہیں۔ جہاں تک یہ سوال ہے کہ دنیاوی اسباب کا استعمال بھی ہونا چاہئے تو بالکل ٹھیک ہے۔ یہ ہونا چاہئے۔ رعایت اسباب منع نہیں ہے بلکہ اس کا بھی حکم ہے۔ ظاہری طریقوں کو اپنانا بالکل منع نہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جن حدود میں رہتے ہوئے ہم نے یہ ظاہری اسباب استعمال کرنے ہیں اور ہمیں یہ استعمال کرنے چاہئیں ہم کرتے بھی ہیں۔ دنیا کو آگاہ بھی کرتے ہیں کہ کس طرح جماعت پر مظالم ہو رہے ہیں۔ اور ہم ان کو یہ بتاتے ہیں کہ اگر آج دنیا نے مل کر ان ظلموں کو ختم کرنے کی کوشش نہ کی تو یہ مظالم پھیلتے چلے جائیں گے۔ جماعت کا سوال نہیں ہے بلکہ کوئی بھی انسان محفوظ نہیں رہے گا اور اب یہ پھیل رہے ہیں۔ دنیا دیکھ رہی ہے۔ لیکن یہ سب کچھ بتانے کے باوجود ہمارا انحصار نہ کسی حکومت پر ہے نہ کسی انسانی حقوق کی تنظیم پر بلکہ ہمارا انحصار خدا تعالیٰ کی ذات پر ہے۔ اور یہی مضمون میں خاص طور پر گزشتہ دو تین جمعوں میں خطبوں میں بتا رہا ہوں کہ تمام نتائج کے حصول کے لئے ہماری نظر خدا تعالیٰ پر ہونی چاہئے۔ اور یہی ایک مومن کی مثال ہے۔

دنیاوی لوگ اگر شور مچاتے ہیں۔ جلسے جلوس کرتے ہیں۔ توڑ پھوڑ کرتے ہیں۔ اپنے خلاف ظلموں کا اسی طرح ظلم کرکے بدلہ لیتے ہیں تو اس لئے کہ ان سے الٰہی وعدے نہیں ہیں کہ آخری فتح تمہاری ہے۔ جبکہ ہمارے ساتھ خدا تعالیٰ کے وعدے ہیں کہ ان سب ظلموں کے باوجود جو تم سے روا رکھے جا رہے ہیں، جو تم پر ہو رہے ہیں۔ ان سب زیادتیوں کے باوجود جو حکومتوں کی طرف سے یا حکومتوں کے اشیر باد پر حکومت کے قریبیوں اور کارندوں اور اہلکاروں کی طرف سے ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے یہ فیصلہ کر چھوڑا ہے کہ تمہیں وہ انعامات ملنے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ملنے والے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت سے مومنوں کو ملتے ہیں۔ اس دنیا کے انعامات کے بھی تم وارث ہو گے اور اگلے جہان کے انعامات کے بھی تم وارث ہو گے۔ قربانیوں کی جو مثالیں تم قائم کر رہے ہو وہ کبھی رائیگاں نہیں جائیں گی اور آخری فتح تمہاری ہے۔ اس فتح کے حصول کا سب سے زیادہ تیر بہ حدف نسخہ جو ہے وہ دعائیں ہیں۔ جتنا زیادہ دعاؤں میں ڈوبو گے اتنی جلدی یہ مشکلات دور ہوں گی۔ دشمنوں کے حملوں سے بچنے کے لئے جتنے زیادہ یار نہاں میں نہاں ہو گے اتنی زیادہ تیزی سے وہ ظاہر ہو کر خارق عادت نشان دکھائے گا انشاء اللہ۔

پس ہماری سوچ اور دنیا داروں کی سوچ میں بہت فرق ہے۔ ہم نے زمانے کے امام کی بیعت کی ہے جس سے خدا تعالیٰ کے فتوحات کے وعدے ہیں۔ فتوحات کے نئے سے نئے دروازے کھلنے کے وعدے ہیں اور جیسا کہ میں نے کہا یہ نظارے ہم دیکھ بھی رہے ہیں لیکن دوسروں سے اس قسم کے کوئی وعدے نہیں ہیں۔ جہاں تک شیعوں کی مثال دیتے ہیں یا کسی دوسرے کی مثال دیتے ہیں مجھے تو کہیں ایسا نظر نہیں آتا کہ دنیاوی احتجاج کرکے انہوں نے اپنے مقاصد حاصل کر لئے ہوں۔ ہاں توڑ پھوڑ، گھیراؤ جلاؤ ہر جگہ ضرور ہو رہا ہے اور اس کی وجہ سے مزید فساد پھیل رہا ہے۔

تو جیسا کہ میں نے کہا کہ ظلم کا بدلہ ظلم کے علاوہ کچھ نہیں ہو گا اور ہم نے یہ نہیں کرنا۔ یہاں میں دنیا داروں کے رویوں کی ایک مثال بھی دے دیتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ دنیا اگر مدد بھی کرتی ہے تو اپنے مفادات کو دیکھتے ہوئے یا اپنی مصلحتوں کو دیکھتے ہوئے کرتی ہے۔ گزشتہ دنوں یہاں ایک اخبار نے ایک مضمون دیا کہ مسلمان یہاں حکومت کے وفادار نہیں ہیں اس لئے مغربی ممالک سے ان مسلمانوں کو نکال دینا چاہئے۔ اس پر ہمارے پریس سیکشن نے کہا کہ یہ غلط ہے۔ اسلام ملکی قانون کی پابندی اور وطن سے محبت کا حکم دیتا ہے۔ اس پر اخبار نے کہا کہ دوسرے مسلمان فرقوں کا تو یہ عمل نہیں ہے۔ تم دوسرے مسلمان فرقوں کو بھی یہ نصیحت کرو۔ تو ہم نے کہا ٹھیک ہے اگر تمہارا اخبار اس نصیحت کو شائع کرنے کے لئے تیار ہے تو ہم بیان دے دیتے ہیں۔ جب ان کی دی ہوئی شرائط کے مطابق کہ یہ لکھ کے، فلاں لکھ کے دو، وہ پورا کر دیا گیا تو پھر ایڈیٹر نے یا ان کے بورڈ نے یہ اعلان دینے سے بھی انکار کر دیا۔ بہانہ یہ تھا کہ کچھ اور مضامین ایسے آ گئے ہیں جس کی وجہ سے ہم نہیں دے سکتے اور پھر کبھی دینا ہوا تو دیکھیں گے۔ ٹال مٹول۔ تو بہرحال یہ بہانے تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان میں یہ جرأت نہیں تھی کہ دوسرے مسلمان فرقے جو احمدیوں کے مخالف ہیں ان کو ناراض کریں۔ انصاف کے تقاضے یہ لوگ پورے نہیں کرنا چاہتے۔ بعض قسم کے خوف اور ڈر ان کے اندر ہیں اور جب وہ بعض مسلمانوں کے سختی کے رویے دیکھتے ہیں تو یہ ڈر مزید اور بڑھ جاتے ہیں۔

میں اکثر جب مختلف لیڈروں اور پریس کو یہ کہتا ہوں کہ امن قائم کرنا ہے تو انصاف قائم کرو اور ڈبل سٹینڈرڈ نہ بناؤ تو اکثر اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ اس بات کی ہمارے اندر کمی ہے اور یہی حقیقت ہے۔ بعض تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ کھلے طور پر ہم یہ نہیں کہیں گے کہ ہمارے مقاصد ہیں، جن کے حصول کے لئے ہم نے ایجنڈے بنائے ہوئے ہیں لیکن حقیقت یہی ہے کہ ہم دنیا کے سامنے باتیں تو انصاف کی کرتے ہیں لیکن مقاصد ہمارے اپنے ہیں۔ ان کو ہم نے حاصل کرنا ہے۔ تو یہ تو ان کا حال ہے جن کی طرف ہم کہتے ہیں کہ ہم اپنی نظریں رکھیں یا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نظر کریں۔ دو عملی کرنے والوں پر تو انحصار نہیں کیا جا سکتا اور نہ ان میں کوئی طاقت ہے کہ یہ مشکلات دور کر سکیں۔ ایک اخبار ہے جو ایک ایسا بیان بھی شائع نہیں کرنا چاہتا جس سے ملک کی محبت کا اظہار ہو رہا ہے۔ کوئی نزاعی اور جھگڑے والا معاملہ نہیں ہے جن پر ان کو تحفظات ہوں۔ اس پر ایسے لوگوں کو جو اس قسم کے مشورے دیتے ہیں، سوچنا چاہئے کہ کیسے ہم ان لوگوں کی طرف دیکھیں اور ان پر تکیہ کریں۔ اگر ہر احمدی خدا پر انحصار کی حقیقت کو سمجھ کر اس پر عمل کرنا شروع کر دے تو جہاں جہاں بھی احمدیوں پر تنگیاں وارد کی جا رہی ہیں وہ انشاء اللہ تعالیٰ دعاؤں سے ہی ہوا میں اڑ جائیں گی۔ مگر شرط ان دعاؤں کا حق ادا کرنا ہے۔

ہمیں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ جماعت پر پاکستان یا بعض دوسرے ممالک میں غیروں کی طرف سے جو سختیاں ہو رہی ہیں یا حکومتوں کی طرف سے یہ ظلم جو قانون کی آڑ میں یا کسی بھی طرح سے کئے جا رہے ہیں یہ آج کی پیداوار نہیں۔ یہ کوئی گزشتہ دو تین دہائیوں کا معاملہ نہیں ہے۔ یہ تو اس وقت سے ہیں جب سے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور ایک جماعت قائم کی تھی۔ آپ کو اور جماعت کو ابتدا سے ہی ان ظلموں اور سختیوں سے گزرنا پڑا تھا۔ بلکہ ایک موقع ایسا بھی آیا کہ جب یہ خیال پیدا ہوا کہ آپ کو اپنی آبائی بستی قادیان سے ہجرت کرنی پڑے گی جس کا مالک مدّتوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاندان تھا۔ آپ وہاں بھی محفوظ نہیں تھے۔ بلکہ ہم اس سے بھی اوپر جائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا تمام دور ہی دشمنوں کی طرف سے ظلم پر ظلم کے اظہار دیکھتے ہوئے گزرا ہے۔ آپ کی چہیتی بیوی جو لاکھوں روپے کی مالک تھی اور جن کے بیسیوں غلام تھے، جو مکہ کی امیر ترین عورتوں میں شمار ہوتی تھیں، انہیں اسلام قبول کرنے کے بعد کیسی شدتوں سے گزرنا پڑا۔ بڑھاپے میں گھر سے بے گھر ہوئیں اور نہ صرف یہ بلکہ بڑا لمبا عرصہ نہایت کسمپرسی کی حالت میں ایک گھاٹی میں رہنا پڑا جہاں خوراک کی بھی تنگی، پانی کی بھی تنگی، رہائش کی بھی تنگی تھی

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

Love For All Hatred For None
SPARSH INFO SOLUTIONS PVT. LTD.
Employee Background Verification Company, Bangalore
Website: www.sparshinfo.co.in
DIRECTOR VALIYUDDIN K
"FOR FIELD EXECUTIVE JOBS CONTACT US"

اور یہی تنگی کے حالات اور سختی کی جو حالت تھی ان کی وفات کی وجہ بنی۔ (انہوں نے) یہ سب کچھ اسلام کی خاطر، ایک نیک مقصد کی خاطر اس امید پر برداشت کیا کہ ان قربانیوں کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی مدد کے وعدے ہیں جو پورے ہونے ہیں۔

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو کس قدر تکالیف پہنچیں۔ متواتر تیرہ سال تو مکہ میں ہی آپ پر مظالم ہوئے۔ تیروں، سونٹوں، پتھروں غرض کہ کون سی ایسی چیز تھی جس سے آپ پر حملہ نہ کیا گیا ہو اور آپ کو اذیت دینے کی کوشش نہ کی گئی ہو لیکن آپ نے نہ صرف جوانمردی سے اس کا مقابلہ کیا۔ اپنے پیاروں، عزیزوں اور صحابہ کی جان کی قربانیوں کو برداشت کیا بلکہ جب ان ظلموں کی وجہ سے آپ سے بددعا کی درخواست کی جاتی تو آپ نے ہدایت کی دعا ہی مانگی۔ جب خود آپ کی ذات پر پتھروں سے حملہ کر کے آپ کو لہولہان کر دیا گیا، جس کو خود آپ نے اپنی زندگی کا سخت ترین دن فرمایا ہے۔ اس وقت جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو تباہ کرنے کے لئے آپ کی مرضی پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ نہیں پہاڑوں کو ان پر نہیں گرانا شاید ان لوگوں میں سے ایسے لوگ پیدا ہو جائیں جو حق کو قبول کر لیں بلکہ امید ہے کہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو حق کو قبول کر کے اپنی دنیا و آخرت کو سنوارنے والے بن جائیں۔ پھر ہجرت کے بعد جنگوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور دشمنوں کی طرف سے بار بار حملہ ہوتا تھا۔

پس جہاں ظلموں کی ایک لمبی داستان ہے وہاں صبر برداشت اور رحم کی بھی بے مثل داستانیں ہیں جو آپ نے رقم کی ہیں۔ یہ سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو برداشت کرنا ہی تھا کہ آپ نے ہر معاملے میں دنیا میں ایک مثال قائم کرنی تھی۔ آپ کے صحابہ نے بھی قربانیوں کے نمونے دکھائے ہیں۔ اس لئے کہ خدائی وعدوں اور اللہ تعالیٰ کی تعلیم پر ان کی نظر تھی اور کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل پر آنا تھا اور آپ آئے۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل ہیں۔ اس لئے آپ نے بھی اپنے ماننے والوں کو یہی فرمایا کہ میرے ساتھ اور میری جماعت کے ساتھ تو یہ ظلم و زیادتی ہونی ہے تکالیف کے دور آنے ہیں۔ آپ نے واضح فرمایا کہ میرا راستہ پھولوں کی سیج نہیں ہے کانٹوں پر چلنا ہوگا۔ آپ نے کسی سے کوئی دھوکہ نہیں کیا۔ ہر شخص جو احمدیت میں داخل ہوتا ہے یہ سمجھ کر ہوتا ہے کہ تکالیف برداشت کرنی پڑیں گی۔ میں بعض دفعہ نومبائعین سے یہ دیکھنے کے لئے یہ سوال کر دیتا ہوں کہ ان کو کچھ اندازہ بھی ہے کہ احمدیت کوئی پھولوں کی سیج نہیں ہے۔ گزشتہ دنوں یہاں یوکے (UK) کے جو نومبائعین تھے، ان کے ساتھ ایک نشست تھی تو ایک دوست سے میں نے یہی سوال پوچھا۔ کیونکہ ان کا تعلق پاکستان سے ہے تو ان کا یہی جواب تھا کہ ہم نے سوچ سمجھ کر بیعت کی ہے اور ہر سختی جھیلنے کے لئے تیار ہیں۔ بعض عورتوں نے بھی اپنے گھر بار چھوڑ دیئے لیکن ایمان کو نہیں چھوڑا۔ تو یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا ادراک حاصل کیا۔ یہ ادراک حاصل کیا کہ زندگی اور موت خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور خوش قسمت ہیں وہ جو اللہ تعالیٰ کی خاطر استقامت دکھانے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں دونوں جہان کی جنتوں کا وارث بناتا ہے اور یہ صرف منہ کی باتیں نہیں ہیں۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں اب یہ واقعات کسی نہ کسی شکل میں نظر آتے رہتے ہیں۔ جب یہ قربانیوں کے نمونے دکھائے جاتے ہیں۔ اور یہ ایسی ایسی قربانیوں کے نمونے ہیں کہ بعض دفعہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ یہ سب اس لئے ہے کہ جیسا کہ میں نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں ابتدا سے ہی یہ واضح کر دیا کہ یہ ہوگا۔ اور یہ بھی فرما دیا کہ سب کچھ دیکھنے اور اپنے پر بیتنے کے باوجود تم اپنے ایمان پر حرف نہ آنے دینا اور اسی بات کو ہمیشہ یاد رکھنا کہ اس استقامت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دونوں جہان میں انعامات مقرر کئے ہوئے ہیں۔ اس کا ذکر خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں بھی کئی جگہ فرمایا ہے۔ یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں ان میں بھی یہی مضمون ہے۔ اس کا ترجمہ بھی آپ نے سن لیا۔

پس زندگی اور موت تو ہر ایک کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں یہ واضح فرما دیا کہ زندگی اور موت خدا تعالیٰ کے اِذن سے ہے۔ دشمن زیادہ سے زیادہ ہمیں موت کا ہی خوف دلا سکتا ہے تو اس کی پرواہ نہیں۔ اگر یہ خدا تعالیٰ کے راستے میں آئے تو انعامات کی بشارتیں ہیں۔ ہم اسلام کی تاریخ میں دیکھتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ جب بستر مرگ پر تھے تو ایک دوست جو اُن کی عیادت کے لئے گئے، ان کو دیکھ کر وہ شدت سے رونے لگے۔ یہ دوست سمجھے کہ شاید موت کا ڈر ہے۔ انہوں نے کہا کہ خالد! آپ تو دشمنوں کے نرغے میں کئی دفعہ آئے اور ایسی شجاعت کے مظاہرے کئے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ اب اس وقت کیوں موت سے ڈر رہے ہیں؟ حضرت خالد نے کہا کہ میرے اوپر سے کپڑا اٹھاؤ۔ دیکھا تو جسم کے اوپر والے حصے میں انچ انچ پر زخم کے نشانات تھے۔ پھر انہوں نے کہا کہ اب میری ٹانگوں سے کپڑا اٹھاؤ۔ وہاں بھی انچ انچ پر زخموں کے نشانات تھے۔ پھر حضرت خالد بن ولید نے کہا کہ میں موت کے ڈر سے نہیں رو رہا۔ اس فکر میں رو رہا ہوں کہ میں نے ہمیشہ شہادت کی تمنا کی ہے اور یہ زخموں کے نشان اس بات کے گواہ ہیں لیکن مجھے وہ مقام و مرتبہ نہیں ملا اور اب میں بستر پر جان دے رہا ہوں اور سوچ رہا ہوں کہ شہادت کی موت نہ آنا کہیں میرے شامت اعمال کا نتیجہ تو نہیں ہے۔ اور یہ خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شہادت نہیں دی تو اس میں خدا تعالیٰ کی کوئی ناراضگی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کی روح کو یا قربان ہونے کی روح کو سمجھنے والوں کا یہ مقام تھا۔ یہ تو ان کے دل کی حالت تھی لیکن اللہ تعالیٰ ایسے غازیوں کے متعلق بھی فرماتا ہے کہ ان کو بھی جنت کی بشارتیں ہیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ شہادت کے لئے یہ جذبے تھے۔

پھر قربانی کی روح کو سمجھنے کی اس زمانے میں یہ مثال ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں جب بادشاہ نے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید سے بار بار یہ اصرار کے ساتھ کہا کہ اگر حضرت مسیح موعود کا انکار کر دو، جس کو تو نے مانا ہے اس کا انکار کر دو، تو میں اس کے نتیجہ میں تمہاری جان بخشی کر دوں گا۔ یہ لالچ دی تو آپ نے ہر دفعہ یہی فرمایا کہ آج اگر مجھے خدا تعالیٰ وہ موت دے رہا ہے جو اس کے انعامات کا وارث بنانے والی ہے تو میں دنیا کی خاطر اس کا انکار کیوں کر دوں۔ عجیب جاہلوں والا سوال تم مجھ سے کر رہے ہو یا سودا مجھ سے کر رہے ہو۔ پس یہی مومن کی شان ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں یہ فرمایا ہے کہ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ۔ (آل عمران:147) پس وہ ہرگز کمزور نہیں پڑے اس مصیبت کی وجہ سے جو اللہ کے راستے میں انہیں پہنچی۔ اور انہوں نے ضعف نہیں دکھایا اور دشمن کے سامنے جھکے نہیں اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

آج بھی ہمارے مخالفین کو یہی تکلیف ہے کہ یہ کیوں کمزوری نہیں دکھاتے۔ کیوں ہمارے ظلموں پر ہمارے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکتے لیکن ان کو نہیں پتا کہ ایک حقیقی احمدی ہر وقت خدا پر نظر رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہر وقت کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا حاصل کرنے کے لئے یہاں ایک دعا بھی سکھائی ہے کہ اپنے ثبات قدم کے لئے ہمیشہ دعا مانگتے رہو۔ کیونکہ ایمان کی مضبوطی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی آتی ہے۔ یہ دنیا تمہارے ایمانوں کو کمزور کرنے پر اپنا زور لگا رہی ہے۔ اس کے اثر میں نہ آ جانا اور دعا یہ سکھائی جو آیات میں مَیں نے پڑھی ہے کہ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ کہ اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملے میں ہماری زیادتی سے ہمیں بچا کے رکھ اور ہمیں ثبات قدم عطا فرما۔ اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا فرما۔

یا یہ کہہ لیں کہ ہمارے اعمال میں جو ہم نے زیادتی کی ہے، بعض غلط باتیں ہو گئیں ہم سے ہمیں بخش دے، ہمارے گناہوں کو معاف کر دے۔ پس جہاں اللہ تعالیٰ نے ہر معاملے میں خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے کے لئے دعا سکھائی ہے وہاں یہ بھی بتا دیا کہ کامیابیاں دعاؤں سے ملتی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کے آگے جھکو، اس سے مانگو اور جبکہ خالص ہو کر اس سے دعائیں مانگی جا رہی ہوں تو اس کے نتیجہ میں پھر دنیا اور آخرت کے ثواب کا انسان وارث بن جاتا ہے۔

پھر سورۃ آل عمران کا دوسرا حصہ ہے۔ جیسا کہ میں نے بتایا، اس میں ایمانوں کی مزید مضبوطی کے لئے یہ تسلی بخش الفاظ بیان فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ مردے نہیں بلکہ زندہ ہیں۔ امواتاً کا مردہ ہونے کے علاوہ یہ بھی مطلب ہے کہ جس کا بدلہ نہ لیا جائے۔ دوسرے یہ کہ جس کے پیچھے اس کے مقصد کو پورا کرنے والا کوئی نہ ہو۔ تیسرا یہ کہ جو مایوس اور غمزدہ ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی راہ میں مرنے والے ایسے ہوں گے جو مردے نہیں ہیں جو احیاء کے زمرے میں آتے ہیں اور ان شہیدوں کے خون کا بدلہ خدا تعالیٰ لے گا۔ دوسرے یہ کہ ان شہیدوں کی شہادت سے پیچھے رہنے والے کمزور نہیں ہو جائیں گے۔ شہادت سے سرشار لوگوں کا گروہ ہر وقت موجود رہے گا۔ اور تیسرے یہ کہ یہ شہداء خدا تعالیٰ کے حضور ایسا مقام پانے والے ہیں اور انہیں ایسا رزق دیا جائے گا جس پر وہ خوش ہیں۔ ان کی موت افسردہ موت نہیں ہے بلکہ ان کے لئے خوشی کے سامان پیدا کرنے والی موت ہے۔ وہ اس بات پر خوش ہیں کہ جب اگلے جہان جا کر ان کو یہ خوشخبری ملے گی کہ ان کی قربانی نہ صرف قربانیاں کرنے والوں کی، خواہش رکھنے والوں کی ایک تعداد پیدا کرنے والی بنی ہے بلکہ یہ بھی خوشی ہے کہ یہ قربانیاں دشمنوں پر آخری فتح کا باعث بننے والی ہیں۔ پس یہ قربانیاں، یہ امتحان، یہ عارضی ابتلاء ہماری ترقی کی رفتار تیز کرنے والے ہیں نہ کہ مایوسی میں دھکیلنے والے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ اس طرح فرمایا ہے کہ اِنَّ

کلام الامام

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’اللہ کا لفظ اسی ہستی پر بولا جاتا ہے جس میں کوئی نقص ہو ہی نہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۸)

منجانب: امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

گردھاری لال، ملکھی رام سیالکوٹ والے کی پرانی دُوکان

لوتھرا جیولرز قادیان

LUTHRA JEWELLERS
LJ
SIGN OF PURITY

Kewal krishan & Karan Luthra
Shivala Chowk, Main Bazar , Qadian
Ph.9888 594 111, 8054 893 264
E-mail: luthrajewellers@live.com

Since 1948

اَلَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَااللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا۔ تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَ لَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ(حٰمٓ سجدہ: 31) یعنی یقیناوہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا رب ہے اور استقامت اختیار کی ان پر بکثرت فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف نہ کرو اور غم نہ کھاؤ اور اس جنت کے ملنے سے خوش ہو جاؤ جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

’’وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور باطل خداؤں سے الگ ہو گئے پھر استقامت اختیار کی یعنی طرح طرح کی آزمائشوں اور بلا کے وقت ثابت قدم رہے۔ ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ تم مت ڈرو اور مت غمگین ہو اور خوش ہو اور خوشی میں بھر جاؤ کہ تم اس خوشی کے وارث ہو گئے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔ ہم اس دنیوی زندگی میں اور آخرت میں تمہارے دوست ہیں۔ اس جگہ ان کلمات سے یہ اشارہ فرمایا کہ استقامت سے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ یہ سچ بات ہے کہ استقامت فوق الکرامت ہے۔ کمال استقامت یہ ہے کہ چاروں طرف بلاؤں کو محیط دیکھیں اور خدا کی راہ میں جان اور عزت اور آبرو کو معرض خطر میں پاویں اور کوئی تسلی دینے والی بات موجود نہ ہو۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ بھی امتحان کے طور پر تسلی دینے والے کشف یا خواب یا الہام کو بند کر دے اور ہولناک خوفوں میں چھوڑ دے۔ اس وقت نامردی نہ دکھلاویں اور بزدلوں کی طرح پیچھے نہ ہٹیں اور وفاداری کی صفت میں کوئی خلل پیدا نہ کریں۔ صدق اور ثبات میں کوئی رخنہ نہ ڈالیں۔ ذلت پر خوش ہو جائیں۔ موت پر راضی ہو جائیں اور ثابت قدمی کے لئے کسی دوست کا انتظار نہ کریں کہ وہ سہارا دیوے۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 419۔420)

پس یہ حالت ہے جو ہم میں سے ہر ایک کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ جب یہ حالت ہو کہ انسان ہر قربانی کے لئے تیار ہو جائے تو پھر خدا تعالیٰ اپنے بندے کو چھوڑتا نہیں، وہ بڑھ کر تھام لیتا ہے تبھی تو جنتوں کے وعدے بھی دے رہا ہے اور اس لئے اس میں ثبات قدم کی دعا بھی سکھلائی ہے اور دشمنوں پر فتح پانے کی دعا بھی سکھائی ہے۔ اس کا مطلب ہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے اس طرح فتوحات کے دروازے کھولے گا کہ دشمن کے لئے کوئی جائے فرار نہیں ہوگی اور انشاء اللہ تعالیٰ آخری فتح کے جو وعدے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود سے کئے ہیں وہ یقیناً پورے ہوں گے اور آخری فتح ہماری ہی ہوگی۔

ان قربانیوں کی داستان رقم کرنے والوں میں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت کی خوشخبری پانے والوں میں آج پھر ہمارے ایک بھائی شامل ہوئے ہیں جو بھوئیوال ضلع شیخوپورہ کے مکرم خلیل احمد صاحب ابن مکرم فتح محمد صاحب ہیں، جن کو 16 مئی 2014ء کو شہید کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ واقعہ یوں ہے کہ 13 مئی 2014ء کو مخالفین نے گاؤں میں جماعت کے جو مخالفانہ سٹکر لگائے ہوئے تھے ان کو اتارنے کی وجہ سے احمدیوں سے جھگڑا ہو گیا اور جھگڑا تو نہیں ہوا تو تکار ہی تھی۔ اس معاملے کو جواز بنا کر انہوں نے جماعت کے خلاف بھوئیوال ضلع شیخوپورہ میں جلوس نکالا۔ لاؤڈ سپیکر پر جماعت کے خلاف اشتعال انگیز تقاریر کیں اور ٹریفک بلاک کر کے پولیس سے مطالبہ کیا کہ مقدمہ درج کریں جس پر پولیس نے چار احمدی احباب کے خلاف مقدمہ درج کر لیا جن میں مبشر احمد صاحب، غلام احمد صاحب، خلیل احمد صاحب اور احسان احمد صاحب تھے اور ایف آئی آر میں نامزد ملزمان میں سے خلیل احمد صاحب اور ملزمان کے بعض دیگر رشتہ داروں کو گرفتار کر لیا اور حوالات میں بند کر دیا۔ مقدمہ کے اندراج کے بعد ایف آئی آر میں جو باقی نامزد ملزمان تھے، ان کی عبوری ضمانتیں کروا لی گئی تھیں اور خلیل صاحب کی ضمانت کے حوالے سے کارروائی ہو رہی تھی کہ 16 رمئی 2014ء بروز جمعہ سوا بارہ بجے دوپہر سلیم نامی ایک نوجوان آیا، جو قریبی گاؤں کا رہنے والا تھا کہ میں کھانا دینے آیا ہوں۔ اس بہانے سے اندر داخل ہوا اور حوالات کے قریب آ کر پوچھا کہ خلیل صاحب کون ہیں؟ اور نشاندہی ہونے پر پستول نکال کر خلیل صاحب کے چہرے پر فائر کر دیا جس سے وہ شدید زخمی ہو گئے اور قاتل نے دوسرے احمدی اسیران پر بھی فائر کی کوشش کی لیکن اس وقت پستول چلا نہیں، گولی پھنس گئی۔ پولیس نے مجرم کو گرفتار کر لیا، خلیل صاحب کو حوالات سے باہر نکالا لیکن اس وقت تک جام شہادت نوش فرما چکے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

گو اُسے گرفتار تو کر لیا لیکن حال یہی ہے کہ یہ سب کچھ وہاں کے سرکاری افسروں اور پولیس کی آنکھوں تلے ہو رہا ہے اور یہ نوجوان جس کو مولویوں نے احمدیت کی دشمنی میں بالکل ہی اندھا کیا ہوا تھا اس نے یہ ایک نعرہ لگایا کہ ’’مجھے جنت مل گئی‘‘۔ یہ تو آج کل کے مولویوں کا حال ہے جو یہ تعلیم دے رہے ہیں۔ اللہ اور اس کا رسول یہ کہتے ہیں کہ کلمہ پڑھنے والے کو مارنے والے، قتل کرنے والے کی سزا جہنم ہے اور یہ ان کو جنتوں کی خوشخبریاں دے رہے ہیں۔

شہید مرحوم کے خاندان کا تعلق بھوئیوال ضلع شیخوپورہ سے تھا۔ ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے والد فتح محمد صاحب کے ذریعہ سے ہوا۔ دو بھائیوں سردار محمد صاحب اور چوہدری محمد عمر دین صاحب کے ہمراہ 1918ء میں خلافت ثانیہ میں انہوں نے بیعت کی۔ شہید مرحوم پیدائشی احمدی تھے۔ بوقت شہادت ان کی عمر 61 سال تھی، میٹرک تک تعلیم تھی۔ واپڈا میں ملازم ہو گئے تھے۔ شہادت سے ڈیڑھ ماہ قبل ہی محکمہ سے ریٹائرڈ ہوئے تھے۔ مکرم خلیل احمد صاحب شہید مرحوم بفضل خدا تہجد گزار، پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تلاوت کے باقاعدہ کرنے والے، خلافت کے ساتھ محبت کا، اخلاص کا گہرا تعلق رکھنے والے، خطبہ جمعہ اور باقی پروگرام بڑی باقاعدگی سے سنتے تھے۔ بچوں کو اس کی تلقین کرتے تھے۔ واقفین زندگی کے ساتھ بڑی محبت کا تعلق تھا۔ عزت و احترام ان کا کرتے تھے۔ مہمان نوازی آپ کا وصف تھا۔ مرکزی نمائندوں کی مہمان نوازی میں فخر محسوس کرتے۔ بڑے امانتدار اور مخلص احمدی تھے۔ خدمت خلق کے جذبے سے سرشار تھے۔ کمزور احباب اور غرباء کا ہر طرح سے خیال رکھنے کی کوشش کرتے۔ جماعتی خدمات کے طور پر ان کو سیکرٹری مال، سیکرٹری دعوت الی اللہ اور زعیم انصار اللہ کی خدمت کی توفیق ملی۔ ان کی اہلیہ اور دو بیٹیاں ہیں اور دو بیٹے ہیں۔ ایک جرمنی میں ہیں لئیق احمد صاحب اور ایک احسان احمد وہیں قائد خدام الاحمدیہ ہیں۔

معلم صاحب لکھتے ہیں کہ یہ بڑے دعا گو تھے اور بڑی پر درد دعائیں کیا کرتے تھے۔ فرضوں اور سنتوں کی ادائیگی کے بعد تمام دوست مسجد سے چلے جاتے تھے لیکن ان کی سنتیں اور نوافل دیر تک جاری رہتے تھے۔ ابھی نماز کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ ان کا نماز جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔

اس کے علاوہ نماز جنازہ حاضر بھی ہیں۔ ایک جنازہ ہے مولوی احسان الٰہی صاحب ریٹائرڈ معلم وقف جدید کا جو آجکل یہاں لندن میں رہتے تھے۔ 17 رمئی کو 84 سال کی عمر میں وفات پا گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مولوی رحمت علی صاحب (پھیروچچی جو قادیان کے نزدیک ہے ان) کے بیٹے تھے اور یہ جو مولوی رحمت علی صاحب تھے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہشتی مقبرہ قادیان میں مالی مقرر فرمایا تھا۔ احسان الٰہی صاحب نے 1949ء میں زندگی وقف کی اور 1957ء سے وقف جدید میں بطور معلم خدمت کا آغاز کیا جو اکتوبر 1999ء تک جاری رہا۔ اسی سال ریٹائرمنٹ کے بعد اپنے بچوں کے پاس لندن آ گئے۔ سندھ میں ان کی تقرری رہی ہے۔ بے شمار جگہوں پر ان کو نئی جماعتیں قائم کرنے کی توفیق ملی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ ایک بیٹے ان کے محمد احمد صاحب شمس مربی سلسلہ بھی ہیں۔

دوسرا جنازہ حاضر جو ہے وہ نسرین بٹ صاحبہ کا ہے جو 18 رمئی کو 48 سال کی عمر میں ہارٹ اٹیک سے وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ بہت نیک، خدا ترس، غریب پرور خاتون تھیں۔ جماعت کی فعال ممبر تھیں۔ چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ تھیں۔ ساڑھے چار سال قبل اپنے شوہر کی اچانک وفات کے بعد اپنے بچوں کی اچھے رنگ میں پرورش اور تربیت کی توفیق پائی اور انہیں نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ وابستہ رکھا۔ خلافت سے اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ انہوں نے چار بیٹے پیچھے یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی حفاظت میں رکھے اور ماں باپ کی نیک دعاؤں اور تمناؤں کا وارث بنائے۔ جماعت سے وابستہ رکھے اور یہ تینوں جن کے ہم جنازے پڑھیں گے اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

❀❀❀

وَسِّعْ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعودؑ
RAICHURI CONSTRUCTIONS
SPECIALIST IN BUILDING CONTRACTS
SINCE 1985
EMAIL:RAICHURI.CONSTRUCTION@GMAIL.COM
B/007,ITKAR SOC ,SURESH NAGAR ,R.T.O ,
ANDHERI (WEST) ,MUMBAI - 400056.
MAQBOOL AHMED: 09987652552 / 09664334252

www.intactconstructions.org
Intact Constructions
وَسِّعْ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعودؑ
Mohammad. Janealam Shaikh
52 First Floor, Room 7, Zakria Masjid Street
Bhishti Mohalla, Mumbai-09
e-mail: intactconstructions@gmail.com
Mob. +91- 7738340717, 9819780273

روزہ ڈھال ہے اور اس کی جزا خود خدا تعالیٰ ہے

رمضان کے بابرکت مہینہ کی فضیلتوں، برکتوں اور مسائل کا پر معارف بیان

روزہ کے فوائد اور فضائل کا تذکرہ

قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے۔ مسافر اور مریض روزہ نہ رکھے، ہمیشہ تقویٰ سے کام لیتے ہوئے روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کا فیصلہ کرنا چاہیئے۔ رمضان میں نمازوں، تہجد، نوافل کا اہتمام اور قرآن کریم کی تلاوت کا ایک دور کریں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۲۴ / اکتوبر ۲۰۰۳ء بمطابق ۲۴ / اخاء ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ۔ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ۔ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ۔ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرۃ: ۱۸۴۔۱۸۵)

دو تین دن تک انشاء اللہ رمضان شروع ہو رہا ہے یہ برکتوں والا مہینہ اپنے ساتھ بے شمار برکتیں لے کر آتا ہے اور مومنوں اور تقویٰ پر قدم مارنے والوں، تقویٰ کی زندگی بسر کرنے والوں، ان دنوں میں خدا تعالیٰ کی خاطر روزہ رکھنے والوں کو بے انتہا برکتیں دے کر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ برکتیں سمیٹنے کی توفیق دے۔

یہ آیات جو ابھی مَیں نے تلاوت کی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔ اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔ پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کے لئے بہت اچھا ہے۔ اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

تو جو یہ فرمایا کہ ایمان لانے والو! یہ ایمان لانے والے کون لوگ ہیں۔ اس بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال ان کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں۔ جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں۔ اور تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لئے اختیار کرتے ہیں۔ اور اس کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بُت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمال فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب کو اپنے تئیں دور تر لے جاتے ہیں‘‘۔

تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مومن کے بارہ میں اس تعریف سے مزید وضاحت ہو گئی کہ مومن بننا اتنا آسان کام نہیں۔ تمہیں تقویٰ کی باریک راہوں کو اختیار کرنا ہوگا تو پھر مومن کہلا سکو گے۔ تو یہ تقویٰ کی باریک راہیں ہیں کیا؟ ۔فرمایا: ’’یہ راہیں تم تب حاصل کر سکتے ہو جو تمہاری اپنی مرضی کچھ نہ ہو۔ بلکہ اب تمہارا ہر کام ہر عمل خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہو۔ اگر خدا تعالیٰ تمہیں روکتا ہے کہ گو کھانا تمہاری صحت کے لئے اچھا ہے، حلال کھانا جائز ہے لیکن میری رضا کی خاطر تمہیں اب اس ایک مہینے میں کچھ وقت کے لئے کھانے سے ہاتھ روکنے پڑیں گے۔ تو جو چیزیں تمہارے لئے حلال ہیں وہ بھی فجر سے لے کر مغرب تک تم پر حرام ہیں۔ اب تمہیں میری رضا کی خاطر ان جائز اور حلال چیزوں کو بھی چھوڑنا پڑے گا۔ ہر قسم کی سستی کو ترک کرنا پڑے گا، چھوڑنا پڑے گا۔ یہ نہیں کہ میرے حکموں کو سستی اور لاپرواہی کی وجہ سے ٹال دو۔ اگر تم رمضان کے مہینے میں لاپرواہی سے کام لو گے اور روزے کو کچھ اہمیت نہیں دو گے۔ یا اگر روزے رکھ لو گے اس لئے کہ گھر میں سب رکھ رہے ہیں، شرم میں رکھ لوں اور نمازوں میں سستی کر جاؤ، نوافل میں سستی کر جاؤ، قرآن کریم پڑھنے میں سستی کر جاؤ، قرآن کریم بھی رمضان میں ہر ایک کو کم از کم ایک دور مکمل کرنا چاہئے۔ تو یہ تمہارے روزے خدا کی خاطر نہیں ہوں گے اگر یہ سستی ہوتی رہی۔ یہ تو دنیا کے دکھاوے کے روزے ہیں۔ اسی لئے حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ضرورت نہیں ہے کہ ایسے لوگوں کو بھوکا پیاسا رکھے یا ایسے لوگوں کے بھوکا پیاسا رہنے سے تمہارے اللہ تعالیٰ کو کوئی دلچسپی نہیں ہے کیونکہ ایسے لوگ تو مومن ہی نہیں ہیں۔ اور روزے تو مومن اور تقویٰ اختیار کرنے والوں پر فرض کئے گئے ہیں۔ بعض لوگ صرف سستی کی وجہ سے روزے چھوڑ رہے ہوتے ہیں۔ نیند بہت پیاری ہے، کون اٹھے۔ روزے میں ذرا سی تھکاوٹ یا بھوک برداشت نہیں کر رہے ہوتے اس لئے روزے چھوڑ رہے ہوتے ہیں۔ تو یہ سب باتیں ایسی ہیں جو ایمان سے دور لے جانے والی ہیں اس لئے فرمایا ہے کہ ایمان مکمل طور پر تقویٰ اختیار کرنے سے پیدا ہوتا ہے اور روزے رکھنے سے جس طرح کہ روزے رکھنے کا حق ہے، نوافل کے لئے اٹھو، نمازوں میں باقاعدگی اختیار کرو، قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت کرو، اس کو سمجھنے کی کوشش کرو، اس سے تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہوگا۔ اور جب تقویٰ پیدا ہوگا تو اتنا ہی زیادہ تمہارا ایمان مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے گا۔ فرمایا کہ یہی ایمان اور تقویٰ میں ترقی کرنے کے گُر ہیں کہ تم خدا کی خاطر اپنے آپ کو جائز چیزوں سے بھی روکو اور تم سے پہلے جو لوگ تھے، جو مذاہب تھے ان سب میں روزوں کا حکم تھا۔ اور ان میں سے بھی وہی لوگ ایمان اور تقویٰ میں ترقی کرتے تھے جو اللہ کی خاطر اپنے روزہ رکھنے کے فرض کو بجالاتے تھے۔ اور تمہارے لئے تو زیادہ بہتر رنگ میں اور زیادہ معین رنگ میں روزوں کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری رضا کی خاطر روزے رکھنے والوں کی جزا بھی مَیں خود ہوں۔ اور جس کا اجر، جس کی جزا خدا تعالیٰ خود بن جائے اس کو اور کیا چاہئے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ روزے اس طرح رکھو جو روزے رکھنے کا حق ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں۔ جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں رکھے اور اپنا محاسبہ نفس کرتے ہوئے رکھے اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دئے جائیں گے اور اگر تمہیں معلوم ہوتا کہ رمضان کی کیا کیا فضیلتیں ہیں تو تم ضرور اس بات کے خواہشمند ہوتے کہ سارا سال ہی رمضان ہو۔ تو یہاں دو شرطیں بیان کی گئی ہیں۔ پہلی یہ کہ ایمان کی حالت اور دوسری ہے محاسبۂ نفس۔ اب روزوں میں ہر شخص کو اپنے نفس کا بھی محاسبہ کرتے رہنا چاہئے۔ دیکھتے رہنا چاہئے کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے اس میں مَیں جائزہ لوں کہ میرے میں کیا کیا برائیاں ہیں، ان کا جائزہ لوں۔ ان میں سے کون کون سی برائیاں ہیں جو مَیں آسانی سے چھوڑ سکتا ہوں ان کو چھوڑوں۔ کون کون سی نیکیاں ہیں جو مَیں نہیں کر سکتا یا مَیں نہیں کر رہا۔ اور کون کون سی نیکیاں ہیں جو مَیں اختیار کرنے کی کوشش کروں۔ تو اگر ہر شخص ایک دو نیکیاں اختیار کرنے کی کوشش کرے اور ایک دو برائیاں چھوڑنے کی کوشش کرے اور اس پر پھر قائم رہے تو سمجھیں کہ آپ نے رمضان کی برکات سے ایک بہت بڑی برکت سے فائدہ اٹھا لیا۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’تمہارا یہ مہینہ تمہارے لئے سایہ فگن ہوا ہے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلفی ارشاد ہے کہ مومنوں کے لئے اس سے بہتر مہینہ کوئی نہیں گزرا اور منافقوں کے لئے اس سے بُرا مہینہ کوئی نہیں گزرا۔ اس مہینے میں داخل کرنے سے قبل ہی اللہ عزّ وجل مومن کا اجر اور نوافل لکھ دیتا ہے جبکہ منافق (کے گناہوں) کا بوجھ اور بدبختی لکھ لیتا ہے۔ اس طرح کہ مومن مالی قربانیوں کے لئے اپنی طاقت تیار کرتا ہے اور منافق غافل لوگوں کی اتباع اور ان کے عیوب کی پیروی میں قوت بڑھاتا ہے۔ پس درحقیقت یہ حالت مومنوں کے لئے غنیمت اور فاجر کے لئے (اس کے مطابق) سازگار ہوتی ہے‘‘۔ (مسند احمد)

اب مالی قربانیوں میں بھی صدقہ وخیرات وغیرہ بہت زیادہ دینے چاہئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ میں آتا ہے کہ ان دنوں آپ کا ہاتھ بہت کھلا ہو جاتا تھا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ روزوں کی فضیلت اور اس کے فرائض پر لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کے الفاظ میں روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ روزے تم پر اس لئے فرض کئے گئے ہیں تا کہ تم بچ جاؤ۔ اس کے کیا معنے ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ایک تو اس کے یہی معنے ہیں کہ ہم نے تم پر اس لئے روزے فرض کئے ہیں تا کہ تم ان قوموں کے اعتراضوں سے بچ جاؤ جو روزے رکھتی رہی ہیں، بھوک اور پیاس کی تکلیف کو

برداشت کرتی رہی ہیں، جو موسم کی شدت کو برداشت کر کے خدا تعالیٰ کو خوش کرتی رہی ہیں۔ اگر تم روزے نہیں رکھو گے تو وہ کہیں گی کہ تمہارا دعویٰ ہے کہ ہم باقی قوموں سے روحانیت میں بڑھ کر ہیں لیکن وہ تقویٰ تم میں نہیں جو دوسری قوموں میں پایا جاتا تھا۔ پھر لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ میں دوسرا اشارہ اس امر کی طرف کیا گیا ہے کہ اس ذریعہ سے خدا تعالیٰ روزے دار کا محافظ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اتقاء کے معنے ہیں ڈھال بنانا، نجات کا ذریعہ بنانا وِقَایَةٌ بنانا وغیرہ ہیں۔ پس اس آیت کے معنے یہ ہوئے کہ تم پر روزے رکھنے اس لئے فرض کئے گئے ہیں تا کہ تم خدا تعالیٰ کو اپنی ڈھال بنالو اور ہر شر سے اور ہر خیر کے فقدان سے محفوظ رہو۔...... روزہ ایک دینی مسئلہ ہے۔ یا بلحاظ صحتِ انسانی دنیوی امور سے بھی کسی حد تک تعلق رکھتا ہے۔ پس لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کے یہ معنے ہوئے کہ تا تم دینی اور دنیوی شرور سے محفوظ رہو۔ دینی خیر و برکت تمہارے ہاتھ سے نہ جاتی رہے یا تمہاری صحت کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ کیونکہ بعض دفعہ روزے کئی قسم کے امراض سے نجات دلانے کا بھی موجب ہو جاتے ہیں۔...... میں نے خود دیکھا ہے کہ صحت کی حالت میں جب روزے رکھے جائیں تو دوران رمضان میں بے شک کچھ کوفت محسوس ہوتی ہے مگر رمضان کے بعد جسم میں ایک نئی قوت اور تر و تازگی پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا احساس ہونے لگتا ہے۔ یہ فائدہ تو صحت جسمانی کے لحاظ سے ہے مگر روحانی لحاظ سے اس کا یہ فائدہ ہے کہ جو لوگ روزے رکھتے ہیں خدا تعالیٰ ان کی حفاظت کا وعدہ فرماتا ہے۔ اس لئے روزوں کے ذکر کے بعد خدا تعالیٰ نے دعاؤں کی قبولیت کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ میں اپنے بندوں کے قریب ہوں اور اُن کی دعاؤں کو سنتا ہوں۔ پس روزے خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے والی چیز ہیں اور روزے رکھنے والا خدا تعالیٰ کو اپنی ڈھال بنالیتا ہے جو اسے ہر قسم کے دکھوں اور شرور سے محفوظ رکھتا ہے''۔ (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۳۷۴۔۳۷۵)

پھر اسی کی مزید وضاحت کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:

''لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ میں ایک اور فائدہ یہ بتایا کہ روزہ رکھنے والا برائیوں اور بدیوں سے بچ جاتا ہے اور یہ غرض اس طرح پوری ہوتی ہے کہ دنیا سے انقطاع کی وجہ سے انسان کی روحانی نظر تیز ہو جاتی ہے اور وہ ان عیوب کو دیکھ لیتا ہے جو اسے پہلے نظر نہ آتے تھے۔ اسی طرح گناہوں سے انسان اس طرح بھی بچ جاتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے روزہ اس چیز کا نام نہیں کہ کوئی شخص اپنا منہ بند رکھے اور سارا دن نہ کچھ کھائے اور نہ پئے بلکہ روزہ یہ ہے کہ مونہہ کو صرف کھانے پینے سے ہی نہ روکا جائے بلکہ اسے ہر روحانی نقصان دہ اور ضرر رساں چیز سے بھی بچایا جائے۔ نہ جھوٹ بولا جائے، نہ گالیاں دی جائیں، نہ غیبت کی جائے، نہ جھگڑا کیا جائے۔ اب دیکھو زبان پر قابو رکھنے کا حکم تو ہمیشہ کے لئے ہے لیکن روزہ دار خاص طور پر اپنی زبان پر قابو رکھتا ہے کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے''۔

اب یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ روزے دار گالی دیتا ہے، جھگڑا کرتا ہے، غیبت کرتا ہے، چغلی کرتا ہے تو ان حالتوں میں بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ تو یہ بڑی باریک دیکھنے والی چیز ہے۔ ''اور اگر کوئی شخص ایک مہینہ تک اپنی زبان پر قابو رکھتا ہے تو یہ امر باقی گیارہ مہینوں میں بھی اس کے لئے حفاظت کا ایک ذریعہ بن جاتا ہے۔ اور اس طرح روزہ اسے ہمیشہ کے لئے گناہوں سے بچا لیتا ہے''۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۳۷۷)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ: ''روزوں کا ایک اور فائدہ یہ بتایا گیا ہے کہ اس کے نتیجہ میں تقویٰ پر ثبات قدم حاصل ہوتا ہے اور انسان کو روحانیت کے اعلیٰ مدارج حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ روزوں کے نتیجہ میں صرف امراء ہی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کرتے بلکہ غرباء بھی اپنے اندر ایک نیا روحانی انقلاب محسوس کرتے ہیں اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کے وصال سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ غرباء بے چارے سارا سال تنگی سے گزارہ کرتے ہیں اور بعض دفعہ انہیں کئی کئی فاقے بھی آ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے ذریعہ انہیں توجہ دلائی ہے کہ وہ ان فاقوں سے بھی ثواب حاصل کر سکتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے لئے فاقوں کا اتنا بڑا ثواب ہے کہ حدیث میں آتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اُجْزٰی بِہٖ، یعنی ساری نیکیوں کے فوائد اور ثواب الگ الگ ہیں لیکن روزہ کی جزا خود میری ذات ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے ملنے کے بعد انسان کو اور کیا چاہئے۔ غرض روزوں کے ذریعہ غرباء کو یہ نکتہ دیا گیا ہے کہ ان تنگیوں پر بھی اگر وہ بے صبر اور ناشکرے نہ ہوں اور حرف شکایت زبان پر نہ لائیں جیسا کہ بعض نادان کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے کیا دیا ہے کہ نمازیں پڑھیں اور روزے رکھیں تو یہی فاقے ان کے لئے نیکیاں بن جائیں گی (اگر وہ حرف شکایت زبان پر نہ لائیں) اور ان کا بدلہ خود خدا تعالیٰ ہو جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے روزوں کو غرباء کے لئے تسکین کا موجب بنایا ہے تا کہ وہ مایوس نہ ہوں اور یہ نہ کہیں کہ ہماری فقر و فاقہ کی زندگی کس کام کی۔ اللہ تعالیٰ نے روزے میں انہیں یہ گُر بتایا ہے کہ اگر وہ اس فقر و فاقہ کی زندگی کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق گزاریں تو یہی انہیں خدا تعالیٰ سے ملا سکتی ہے''۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۳۷۷۔۳۷۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''روزہ کی حقیقت کہ اس سے نفس پر قابو حاصل ہوتا ہے اور انسان متقی بن جاتا ہے۔ اس سے پیشتر کے رکوع میں رمضان شریف کے متعلق یہ بات مذکور ہے کہ انسان کو جو ضرورتیں پیش آتی ہیں ان میں سے بعض تو شخصی ہوتی ہیں اور بعض نوعی اور بقائے نسل کی شخصی ضرورتوں میں جیسے کھانا پینا ہے اور نوعی ضرورت جیسے نسل کے لئے بیوی سے تعلق۔ ان دونوں قسم کی طبعی ضرورتوں پر قدرت حاصل کرنے کی راہ روزہ سکھاتا ہے اور اس کی حقیقت یہی ہے کہ انسان متقی بننا سیکھ لیوے۔ آج کل تو دن چھوٹے ہیں''۔ (اور اتفاق سے یہ دن بھی رمضان کے سردیوں میں ہی ہیں اور یہ بھی چھوٹے ہیں)۔ ''سردی کا موسم ہے اور ماہ رمضان بہت آسانی سے گزرا مگر گرمی میں جو لوگ روزہ رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ بھوک پیاس کا کیا حال ہوتا ہے۔ اور جوانوں کو اس بات کا علم ہوتا ہے کہ اُن کو بیوی کی کس قدر ضرورت پیش آتی ہے۔ جب گرمی کے موسم میں انسان کو پیاس لگتی ہے، ہونٹ خشک ہوتے ہیں، گھر میں دودھ، برف، مزہ دار شربت موجود ہیں مگر ایک روزہ دار ان کو نہیں پیتا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس کے مولیٰ کریم کی اجازت نہیں کہ ان کو استعمال کرے۔ بھوک لگتی ہے ہر ایک قسم کی نعمت زردہ، پلاؤ، قورمہ، فرنی وغیرہ گھر میں موجود ہیں۔ اگر نہ ہوں تو ایک آن میں اشارہ سے تیار ہو سکتے ہیں مگر روزہ دار ان کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ اس کے مولیٰ کریم کی اجازت نہیں''۔ پھر فرمایا کہ روزہ دار مرد اپنی بیویوں کے قریب نہیں جاتے صرف اس لئے کہ اگر جاؤں گا تو خدا تعالیٰ ناراض ہوگا، اس کی حکم عدولی ہوگی۔ ''ان باتوں سے روزہ کی حقیقت ظاہر ہے کہ جب انسان اپنے نفس پر یہ تسلط پیدا کر لیتا ہے کہ گھر میں اس کی ضرورت اور استعمال کی چیزیں موجود ہیں مگر اپنے مولیٰ کی رضا کے لئے وہ حسب تقاضائے نفس ان کو استعمال نہیں کرتا تو جو اشیاء اس کو میسر نہیں ان کی طرف نفس کو کیوں راغب ہونے دے گا۔ رمضان شریف کے مہینہ کی بڑی بھاری تعلیم یہ ہے کہ کیسی ہی شدید ضرورتیں کیوں نہ ہوں مگر خدا کا ماننے والا خدا ہی کی رضا مندی کے لئے ان سب پر پانی پھیر دیتا ہے اور ان کی پرواہ نہیں کرتا۔ قرآن شریف روزہ کی حقیقت اور فلاسفی کی طرف خود اشارہ فرماتا ہے اور کہتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ روزہ تمہارے لئے اس واسطے ہے کہ تقویٰ سیکھنے کی تم کو عادت پڑ جاوے۔ ایک روزہ دار خدا کے لئے ان تمام چیزوں کو ایک وقت ترک کرتا ہے جن کو شریعت نے حلال قرار دیا ہے اور ان کے کھانے پینے کی اجازت دی ہے صرف اس لئے کہ اس وقت میرے مولیٰ کی اجازت نہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ پھر وہی شخص ان چیزوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرے جن کی شریعت نے مطلق اجازت نہیں دی اور وہ حرام کھاوے پیوے اور بدکاری میں شہوت کو پورا کرے۔ (الحکم ۲۴ر جنوری ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۲)

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ گنتی کے چند دن ہیں۔ مومن کو چاہئے کہ تقویٰ کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اگر مشکلات میں سے بھی گزرنا پڑے تو گزر جائے۔ یہاں تو اللہ تعالیٰ ہمیں یہ حکم دے رہا ہے کہ سال کے گیارہ مہینے تو تم کو جائز چیزوں کے استعمال کی میری طرف سے اجازت ہے، تم استعمال کرو ان کو۔ اور تم کرتے رہے ہو مگر اب میں کہتا ہوں کہ میری خاطر یہ چند دن تم دن کے ایک حصے میں یہ جائز چیزیں بھی استعمال نہ کرو۔ تو کیا تم بہانے بناؤ گے؟ یہ تو کوئی ایمان اور تقویٰ نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کی حفاظت کے لئے کھڑا ہوتا ہے جو تقویٰ پر چلتے ہیں اور اس کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ یہ روزے چند دن کے نہ صرف خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا باعث بن رہے ہیں بلکہ ہماری جسمانی صحت کے لئے بھی فائدہ مند ہیں۔ اور یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ سال میں کچھ وقت ایسا ہونا چاہئے جس میں انسان کم سے کم غذا کھائے۔ تو اس امر سے ہم دوہرا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ جسمانی صحت بھی اور خدا تعالیٰ کی رضا بھی۔ فرمایا کہ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہیں تنگی نہیں دینا چاہتا، کسی تکلیف اور مشقت میں نہیں ڈالنا چاہتا اس لئے اگر تم مریض ہو یا سفر میں ہو تو پھر ان دنوں میں روزے نہ رکھو۔ اور یہ روزے دوسرے دنوں میں جب سہولت ہو پورے کر لو۔ یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ خیال نہیں ہونا چاہئے کہ اس وقت چونکہ تمام گھر والے روزے رکھ رہے ہیں جیسے کہ میں نے پہلے بھی کہا، اٹھنے میں آسانی ہے، زیادہ تردّد نہیں کرنا پڑتا، جیسے تیسے روزے رکھ لیں، بعد میں کون رکھے گا۔ تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہے۔ بات وہی ہے کہ اصل بنیاد تقویٰ پر ہے، حکم بجا لانا ہے، حکم یہ ہے کہ تم مریض ہو یا سفر میں ہو، قطع

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

نیو اشوک جیولرز قادیان
New Ashok Jewellers
Main Bazar, Qadian Dt. Gurdaspur, Punjab
9815156533, 8054650500, 01872-221731
E-mail: newashokjewellers007@gmail.com

نظر اس کے کہ سفر کتنا ہے، جو سفر تم سفر کی نیت سے کر رہے ہو وہ سفر ہے اور اس میں روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دو تین کوس کا سفر بھی سفر ہے اگر سفر کی نیت سے ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم میں برداشت ہے ، ہم برداشت کر سکتے ہیں تو ایسے لوگوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ :

’’اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسافر اور بیمار کو دوسرے وقت میں رکھنے کی اجازت اور رخصت دی ہے اس لئے اس حکم پر بھی تو عمل رکھنا چاہئے۔ مَیں نے پڑھا ہے کہ اکثر اکابر اس طرف گئے ہیں کہ اگر کوئی حالت سفر یا بیماری میں روزہ رکھتا ہے تو یہ معصیت ہے کیونکہ غرض تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے نہ اپنی مرضی اور اللہ تعالیٰ کی رضا فرمانبرداری میں ہے۔ جو حکم وہ دے اُس کی اطاعت کی جاوے اور اپنی طرف سے اس پر حاشیہ نہ چڑھایا جاوے۔ اس نے تو یہی حکم دیا ہے۔ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ اس میں کوئی قید اور نہیں لگائی کہ ایسا سفر ہو یا ایسی بیماری ہو۔ مَیں سفر کی حالت میں روزہ نہیں رکھتا اور ایسا ہی بیماری کی حالت میں۔ چنانچہ آج بھی میری طبیعت اچھی نہیں اور مَیں نے روزہ نہیں رکھا۔ (الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴ بتاریخ ۳۱ر جنوری ۱۹۰۷ء)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ’’جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ صیام کے روزے رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ بیمار اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزہ رکھے۔ خدا کے اس حکم پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ نجات فضل سے ہے اور اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی شخص نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا بلکہ حکم عام ہے۔ اور اس پر عمل کرنا چاہئے۔ مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا‘‘۔ (البدر بتاریخ ۱۷ر اکتوبر ۱۹۰۷ء)

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’اللہ تعالیٰ نے شریعت کی بنا آسانی پر رکھی ہے۔ جو مسافر اور مریض صاحب مقدرت ہوں ان کو چاہئے کہ روزہ کی بجائے فدیہ دے دیں۔ فدیہ یہ ہے کہ ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے‘‘۔

(بدر جلد ۶ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۷ر اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۷)

پھر فرماتے ہیں کہ: ’’میرا مذہب ہے کہ انسان بہت دقتیں اپنے اوپر نہ ڈال لے۔ عرف میں جس کو سفر کہتے ہیں خواہ وہ دو تین کوس ہی ہو اس میں قصر و سفر کے مسائل پر عمل کرے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔ بعض دفعہ ہم دو دو تین تین میل اپنے دوستوں کے ساتھ سیر کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں مگر کسی کے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ ہم سفر میں ہیں لیکن جب انسان اپنی گٹھڑی اٹھا کر (یعنی کچھ سامان وغیرہ لے کر، بیگ وغیرہ لے کر) سفر کی نیت سے چل پڑتا ہے تو وہ مسافر ہوتا ہے۔ شریعت کی بنا دِقّت پر نہیں ہے۔ جس کو تم عُرف میں سفر سمجھو وہی سفر ہے اور جیسا کہ خدا کے فرائض پر عمل کیا جاتا ہے ویسا ہی اس کی رخصتوں پر عمل کرنا چاہئے۔ فرض بھی خدا کی طرف سے ہیں اور رخصت بھی خدا کی طرف سے ہے‘‘۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۶ بتاریخ ۱۷ر فروری ۱۹۰۱ء)

فرماتے ہیں: ’’یعنی مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے، اس میں اَمر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ جس کا اختیار ہو رکھ لے جس کا اختیار ہو نہ رکھے۔ میرے خیال میں مسافر کو روزہ نہ رکھنا چاہئے اور چونکہ عام طور پر اکثر لوگ رکھ لیتے ہیں اس لئے اگر کوئی تعامل سمجھ کر رکھ لے تو کوئی حرج نہیں مگر عِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ کا پھر بھی لحاظ رکھنا چاہئے۔ سفر میں تکالیف اٹھا کر جو انسان روزہ رکھتا ہے تو گویا اپنے زور بازو سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے، اس کو اطاعتِ امر سے خوش نہیں کرنا چاہتا۔ یہ غلطی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت امر اور نہی میں سچا ایمان ہے‘‘۔ (الحکم جلد ۳ نمبر ۴ بتاریخ ۳۱ر جنوری ۱۸۹۹ء)

تو ایسے لوگ جو اس لئے کہ گھر میں آج کل روزہ رکھنے کی سہولت میسر ہے روزہ رکھ لیتے ہیں ان کو اس ارشاد کے مطابق یاد رکھنا چاہئے کہ نیکی یہی ہے کہ روزے بعد میں پورے کئے جائیں اور وہ روزے نہیں ہیں جو اس طرح زبردستی رکھے جاتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک سفر پر تھے۔ آپؐ نے لوگوں کا ہجوم دیکھا اور ایک آدمی پر دیکھا کہ سایہ کیا گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ’’کیا ہے؟‘‘۔ انہوں نے کہا کہ یہ شخص روزہ دار ہے۔ آپؐ نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

(بخاری کتاب الصوم)

پھر ایک اور بڑی واضح حدیث ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایک شخص نے رمضان کے مہینہ میں سفر کی حالت میں روزہ اور نماز کے بارہ میں دریافت کیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ’’رمضان میں سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھو‘‘۔ اس پر ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! مَیں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے کہا کہ ’اَنْتَ اَقْوٰى اَمِ اللّٰهُ؟‘‘ کہ تو زیادہ طاقتور ہے یا اللہ تعالیٰ؟۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے میری اُمّت کے مریضوں اور مسافروں کے لئے رمضان میں سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھنے کو بطور صدقہ ایک رعایت قرار دیا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ تم میں سے کسی کو کوئی چیز صدقہ دے پھر وہ اس چیز کو صدقہ دینے والے کو لوٹا دے۔

(المصنف للحافظ الکبیر ابوبکر عبدالرزاق بن همام ۔ الصیام فی السفر)

تو اس سے مزید واضح ہو گیا کہ سفر میں روزہ بالکل نہیں رکھنا چاہئے۔ لیکن بعض دفعہ بعض لوگ دوسری طرف بہت زیادہ جھک جاتے ہیں۔ بعض اس سہولت سے کہ مریض کو سہولت ہے خود ہی فیصلہ کر لیتے ہیں کہ مَیں بیمار ہوں اس لئے روزہ نہیں رکھ سکتا۔ اور پوچھو تو کیا بیماری ہے؟ تم تو جوان آدمی ہو، صحت مند ہو، چلتے پھر رہے ہو، بازاروں میں پھر رہے ہو، بیماری ہے تو ڈاکٹر سے چیک اپ کرواؤ تو جواب ہوتا ہے کہ نہیں ایسی بیماری نہیں بس افطاری تک تھکاوٹ ہو جاتی ہے، کمزوری ہو جاتی ہے ۔ تو یہ بھی وہی بات ہے کہ تقویٰ سے کام نہیں لیتے۔ نفس کے بہانوں میں نہ آؤ۔ فرمایا یہ ہے کہ نفس کے بہانوں میں نہ آؤ۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دل کا حال جانتا ہے۔ خوف کا مقام ہے۔ یہ نہ ہو کہ ان بہانوں سے ان حکموں کو ٹال کر حقیقت میں کہیں بیمار ہی بن جاؤ۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’بے شک یہ قرآنی حکم ہے کہ سفر کی حالت میں اور اسی طرح بیماری کی حالت میں روزے نہیں رکھنے چاہئیں اور ہم اس پر زور دیتے ہیں تا قرآنی حکم کی ہتک نہ ہو مگر اس بہانے سے فائدہ اٹھا کر جو لوگ روزہ نہیں رکھ سکتے ہیں اور پھر وہ روزہ نہیں رکھتے یا ان سے کچھ روزے رہ گئے ہوں اور وہ کوشش کرتے تو انہیں پورا کر سکتے تھے لیکن ان کو پورا کرنے کی کوشش نہیں کرتے تو وہ ایسے ہی گنہگار ہیں جس طرح وہ گنہگار ہے جو بلا عذر رمضان کے روزے نہیں رکھتا۔ اس لئے ہر احمدی کو چاہئے کہ جتنے روزے اس نے غفلت یا کسی شرعی عذر کی وجہ سے نہیں رکھے وہ انہیں بعد میں پورا کرے‘‘۔

(بحوالہ فقہ احمدیہ صفحہ ۲۹۳)

یہ فتویٰ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔ تو یہ افراط اور تفریط دونوں ہی غلط ہیں۔ ہمیشہ تقویٰ سے کام لیتے ہوئے روزے رکھنے یا نہ رکھنے کا فیصلہ کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو طاقت رکھتے ہیں، مالی وسعت رکھتے ہیں اگر کسی وجہ سے وہ روزہ نہیں رکھ سکے تو فدیہ دیا کریں۔ اور فدیہ کیا ہے ایک مسکین کو کھانا کھلانا۔ اس کے مطابق جس طرح تم خود کھاتے ہو کیونکہ دوسرے کی عزت نفس کا بھی خیال رکھنے کا حکم ہے۔ اس لئے اچھا کھانا کھلاؤ، یہ نہیں کہ مَیں روزے رکھتا تو اعلیٰ کھانے کھاتا لیکن تم چونکہ کم حیثیت آدمی ہو اس لئے تمہارے لئے فدیہ کے طور پر یہ بچا کھچا کھانا ہی موجود ہے۔ نہیں۔ یہ نہیں ہے، تمہاری نیکی تو اس وقت ہی نیکی شمار ہو گی جب تم خدا کی رضا کی خاطر یہ کر رہے ہو گے نہ کہ اس غریب پر احسان جتانے کے لئے۔ تو جب تم خدا کی رضا کی خاطر یہ فدیہ دو گے تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اس بیماری کی حالت کو صحت میں بدل دے۔ کیونکہ فرمایا کہ تمہارا روزے رکھنا بہرحال تمہارے لئے بہتر ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ‘۔ ایک دفعہ میرے دل میں آیا کہ یہ فدیہ کس لئے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے تا کہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو۔ خدا ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شئے خدا ہی سے طلب کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے۔ وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزہ کی طاقت عطا کر سکتا ہے‘‘۔ یعنی ایک بیمار مریض بہت زیادہ لاغر کمزور ہو، ٹی بی کا مریض ہی ہو بے شک۔ ’’تو فدیہ سے یہی مقصود ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جاوے اور یہ خدا کے فضل سے ہوتا ہے۔ پس میرے نزدیک خوب ہے کہ انسان دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور مَیں اس سے محروم رہا جاتا ہوں۔ اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ۔ یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ۔ اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا طاقت بخش دے گا‘‘۔ لیکن بعض لوگوں کی بیماریاں ایسی ہوتی ہیں کہ باوجود خواہش کے روزہ نہیں رکھ سکتے اور مستقلاً فدیہ دینا پڑتا ہے۔ ایسے لوگوں کو جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا اپنی حیثیت کے مطابق فدیہ دینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نیتوں کو جانتا ہے یہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس میں بیان فرمایا۔ آپ نے آگے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ
سرمہ نور۔ کاجل۔ حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زدجام عشق (اعصابی کمزوری وشوگر کیلئے) رابطہ کریں۔
ملنے کا پتہ: دُکان حکیم چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)
رابطہ: عبدالقدوس نیاز
098154-09445

اس اُمّت میں کوئی قید نہ رکھتا مگر اس میں قیدیں بھلائی کے لئے رکھی ہیں۔ ’’میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینہ میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا تعالیٰ اسے محروم نہیں رکھتا۔ اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہ رمضان میں بیمار ہوجائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے۔ مومن کو چاہئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کرے‘‘۔ یعنی بہادر ثابت کرے۔ ’’جو شخص روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش مَیں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزہ رکھیں گے‘‘۔ فرمایا اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے، بہت تڑپ رہا ہے، بہت افسوس کر رہا ہے، تو فرشتے اس کے لئے روزہ رکھیں گے‘‘ بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو تو خدا تعالیٰ اسے ہرگز ثواب سے محروم نہ رکھے گا‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۵۸۔ ۲۵۹)

اب روزوں سے متعلق بعض متفرق باتیں ہیں۔ ان کے متعلق اب مَیں کچھ بتاتا ہوں۔ بعض لوگ سستی کی وجہ سے یا کسی عذر یا بہانہ کی وجہ سے روزے نہیں رکھتے۔ ان کو خیال آجاتا ہے کہ روزے رکھنے چاہئیں۔ بعض لوگوں کو ایک عمر گزرنے کے بعد خیال آتا ہے کہ ایک عمر گزار دی۔ صحت تھی، طاقت تھی، مالی وسعت تھی، تمام سہولیات میسر تھیں اور روزے نہیں رکھے۔ تو مجھے جو نیکیاں بجالانی تھیں نہیں ادا کرسکا تو اب کیا کروں؟ تو ایسا ہی ایک شخص حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ مَیں نے آج سے پہلے کبھی روزہ نہیں رکھا اس کا کیا فدیہ دوں؟ فرمایا: خدا ہر شخص کو اس کی وسعت سے باہر دکھ نہیں دیتا۔ وسعت کے موافق گزشتہ کا فدیہ دے دو اور آئندہ عہد کرو کہ سب روزے رکھوں گا‘‘۔

(البدر جلد ۱ نمبر ۱۲ بتاریخ ۱۶/جنوری ۱۹۰۳ء)

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور جس نے رمضان کے تقاضوں کو پہچانا اور جو اس رمضان کے دوران ان تمام باتوں سے محفوظ رہا جن سے اس کو محفوظ رہنا چاہئے تھا تو اس کے روزے اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل)

پھر بعض لوگ سحری نہیں کھاتے، عادتاً نہیں کھاتے یا اپنی بڑائی جتانے کے لئے نہیں کھاتے اور اٹھ پہرے روزے رکھ رہے ہوتے ہیں ان کے لئے بھی حکم ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو سحری کھانے میں برکت ہے۔

پھر یہ کہ سحری کا وقت کب تک ہے؟ ایک تو یہ کہ جب سحری کھا رہے ہوں تو جو بھی لقمہ یا چائے جو آپ اس وقت پی رہے ہیں، آپ کے ہاتھ میں ہے اس کو مکمل کرنے کا ہی حکم ہے۔ روایت آتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت تم میں سے کوئی اذان سن لے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ اس کو نہ رکھے یہاں تک کہ اپنی ضرورت پوری کرلے یعنی وہ جو کھا رہا ہے وہ مکمل کرلے۔

پھر بعض دفعہ غلطی لگ جاتی ہے اور پتہ نہیں لگتا کہ روزے کا وقت ختم ہوگیا ہے اور بعض دفعہ چند منٹ اوپر چلے جاتے ہیں تو اس صورت میں کیا یہ روزہ جائز ہے یا نہیں۔ تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا کہ مَیں مکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور میرا یقین تھا کہ ابھی روزہ رکھنے کا وقت ہے اور مَیں نے کچھ کھا کے روزہ رکھنے کی نیت کی لیکن بعد میں ایک دوسرے شخص سے معلوم ہوا کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہوگئی تھی اب مَیں کیا کروں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ایسی حالت میں اس کا روزہ ہوگیا۔ دوبارہ رکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اپنی طرف سے اس نے احتیاط کی اور نیت میں فرق نہیں صرف غلطی لگ گئی اور چند منٹوں کا فرق پڑ گیا۔

پھر افطاری میں جلدی کرنے کے بارہ میں حکم آتا ہے۔ ابی عطیہ نے بیان کیا کہ مَیں اور مسروق حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور پوچھا اے ام المومنین! حضورؐ کے صحابہ میں سے دو صحابی ایسے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی نیکی اور خیر کے حصول میں کوتاہی کرنے والا نہیں لیکن ان میں سے ایک تو افطاری میں جلدی کرتے ہیں اور نماز بھی جلدی پڑھتے ہیں۔ یعنی نماز کے پہلے وقت میں پڑھ لیتے ہیں اور دوسرے افطاری اور نمازوں میں تاخیر کرتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ ان میں سے کون جلدی کرتا ہے تو بتایا گیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ لیکن افطاری میں جلدی کرنے سے کیا مراد ہے؟ اس کا تعین کس طرح ہوگا اس بارہ میں یہ حدیث وضاحت کرتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت ہے کہ غروب آفتاب کے بعد حضورؐ نے ایک شخص کو افطاری لانے کو کہا۔ اس شخص نے عرض کی کہ حضور ذرا تاریکی ہو لینے دیں۔ آپؐ نے فرمایا: افطاری لاؤ۔ اس نے پھر عرض کی کہ حضورؐ ابھی تو روشنی ہے۔ حضور نے فرمایا افطاری لاؤ۔ وہ شخص افطاری لایا تو آپؐ نے روزہ افطار کرنے کے بعد اپنی انگلی سے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جب تم غروب آفتاب کے بعد مشرق کی طرف سے اندھیرا اٹھتا دیکھو تو افطار کرلیا کرو۔

پھر بعض دفعہ روزے کے دوران انسان بھول جاتا ہے کہ روزہ ہے اور کچھ کھا لیتا ہے۔ اس بارہ میں حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص روزہ کی حالت میں بھول کر کھا پی لے، وہ اپنے روزہ کو پورا کرے، اسے اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے، یہ روزہ ٹوٹتا نہیں ہے اس کو پورا کرے۔

کچھ سوال حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش ہوئے کہ روزہ کی حالت میں یہ یہ جائز ہے یا ناجائز ہے، وہ مَیں آپ کو بتاتا ہوں۔ سوال یہ ہوا کہ روزہ دار کو آئینہ دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی شیشہ دیکھنا جائز ہے یا نہیں جائز۔ تو فرمایا جائز ہے۔

پھر لوگ سوال بھی عجیب کرتے تھے۔ ایک نے سوال کیا کہ روزہ دار کو داڑھی کو تیل لگانا جائز ہے یا نہیں۔ آپؑ نے فرمایا جائز ہے۔

پھر سوال پیش ہوا کہ خوشبو لگانا جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا جائز ہے۔

پھر ایک سوال ہوا کہ آنکھوں میں سرمہ ڈالنا جائز ہے یا نہیں۔ کیونکہ برصغیر میں سرمہ ڈالنے کا بھی ہندوستان پاکستان میں، خاص طور پر دیہاتوں میں کافی رواج ہے۔ تو فرمایا مکروہ ہے۔ اور ایسی ضرورت ہی کیا ہے کہ دن کے وقت سرمہ لگائے، اگر آنکھوں میں کوئی تکلیف ہے تو رات کے وقت سرمہ لگالو۔

(بدر جلد نمبر ۶ صفحہ ۱۴ بتاریخ ۲۴/فروری ۱۹۰۷ء)

پھر ایک سوال پیش ہوا کہ بعض اوقات رمضان ایسے موسم میں آتا ہے کہ کاشتکاروں کو جب کہ کام کی کثرت مثلاً بیج وغیرہ ڈالنا یا ہل چلانا وغیرہ تو ایسے مزدوروں سے جن کا گزارہ مزدوری پر ہے روزہ نہیں رکھا جاتا، گرمی بہت شدید ہوتی ہے تو ان کی نسبت کیا ارشاد ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ یہ لوگ اپنی حالتوں کو مخفی رکھتے ہیں، ہر شخص تقویٰ اور طہارت سے اپنی حالت سوچ لے اگر کوئی اپنی جگہ مزدوری پر رکھ سکتا ہے تو ایسا کرے ورنہ مریض کے حکم میں ہے۔ پھر جب میسر ہو یعنی جب سہولت پیدا ہو جائے تب روزہ رکھ لے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیا اور مَیں اس کا منتظر تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں۔ اور پھر بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزہ سے محروم نہیں ہے۔ اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جُو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جس طرح اہل دنیا کو دھوکہ دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں۔ بہانہ جُو اپنے وجود سے اپنا مسئلہ تراش کرتے ہیں۔ اور تکلفات شامل کرکے ان مسائل کو صحیح گردانتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ صحیح نہیں۔ تکلّفات کا باب بہت وسیع ہے۔ اگر انسان چاہے تو اس تکلّف کی رُو سے ساری عمر بیٹھ کر نماز پڑھتا رہے۔ کبھی کھڑے ہو کر نمازیں نہ پڑھے، مریض ہی بنا رہے اور بیٹھ کے نمازیں پڑھے اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے۔ مگر خدا اس کی نیت اور ارادہ کو جانتا ہے جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خدا تعالیٰ اسے ثواب سے زیادہ بھی دیتا ہے کیونکہ دردِ دل ایک قابل قدر شئے ہے۔ حیلہ جُو انسان تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شئے نہیں۔ جب مَیں نے چھ ماہ روزے رکھے تھے تو ایک دفعہ ایک طائفہ انبیاء کا مجھے کشف میں ملا اور انہوں نے کہا کہ تُو نے کیوں اپنے نفس کو اس قدر مشقّت میں ڈالا ہوا ہے، اس سے باہر نکل۔ اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو خدا کے واسطے مشقّت میں ڈالتا ہے تو وہ خود ماں باپ کی طرح رحم کرکے اُسے کہتا ہے کہ تُو کیوں مشقّت میں پڑا ہوا ہے۔

یہ لوگ ہیں کہ تکلّف سے اپنے آپ کو مشقت سے محروم رکھتے ہیں۔ اس لئے خدا اُن کو دوسری مشقّتوں میں ڈال دیتا ہے۔ اور نکالتا نہیں۔ اور دوسرے جو خود مشقتوں میں پڑتے ہیں ان کو وہ آپ نکالتا ہے۔ انسان کو واجب ہے کہ اپنے نفس پر آپ شفقت نہ کرے بلکہ ایسا بنے کہ خدا تعالیٰ اس کے نفس پہ شفقت کرے۔ کیونکہ انسان کی شفقت اس کے نفس پر اس کے واسطے جہنم ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی شفقت جنت ہے‘‘۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان کے ان فیوض و برکات سے بے انتہا فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ رمضان ہمارے لئے بے انتہا برکتیں لے کر آئے۔

نمایاں کامیابی

میرے بیٹے عزیزم سید منیب احمد وقف نو نے امسال اپنے اسکول Ruchika High School میں دسویں جماعت کے ICSE بورڈ کے فائنل امتحان میں بھونیشور شہر میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔ عزیز مکرم سید مبشر احمد صاحب مرحوم خوردہ بھونیشور کا پوتا اور محترم محمد یوسف صاحب درویش مرحوم قادیان کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز کو مزید نمایاں کامیابیوں سے ہمکنار کرے اور صحت و سلامتی کے ساتھ دینی و دنیاوی علمی ترقیات عطا فرمائے۔ (حمیدہ خانم اہلیہ سید عطاءُ المجیب۔ اڑیسہ)

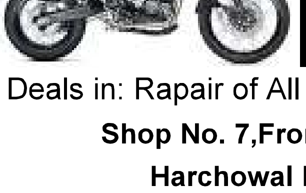
Zaid Auto Repair
زید آٹو رپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Rapair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian

ماہ رمضان اور جھوٹ سے اجتناب

شیخ محمد زکریا، قادیان

قارئین کرام ہمارے پیارے آقا سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :
مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ ۔
(بخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور والعمل بہ)
یعنی جو شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے اجتناب نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں یعنی اس کا روزہ رکھنا بیکار ہے۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ صحت روزہ کیلئے جھوٹ سے اجتناب کرنا از حد ضروری اور لازمی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کو شرک کے ساتھ بیان فرمایا ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔
فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (حج:۳۱)
یعنی بتوں کی پلیدی سے احتراز کرو اور جھوٹ کہنے سے بچو۔ اس آیت کریمہ سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جس طرح شرک اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب سے بڑا گناہ اور لعنتی شئے ہے اسی طرح جھوٹ بھی گناہ کبیرہ اور نہایت لعنتی چیز ہے۔ نبی کریمؐ کو جب حکم ہوا کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو دعوت حق پہنچائیں تو کوہِ صفا پر آپ نے قبائل قریش کو اکٹھے کر کے فرمایا اگر میں تمہیں کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے سے ایک لشکر تم پر حملہ آور ہونے والا ہے تو کیا تم مجھے سچا جانو گے؟ انہوں نے یک زبان ہو کر بلا تامل کہا ہاں ہم نے کبھی بھی آپؐ سے جھوٹ کا تجربہ نہیں کیا۔ (بخاری شریف)

یہ حدیث اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ سچ بولتے تھے جس کی گواہی غیروں اور دشمنوں نے بھی دی۔ اسی طرح آپؐ نے احادیث مبارکہ میں جا بجا جھوٹ سے گریز کرنے کی طرف اپنی امت کو توجہ دلائی ہے۔ ایک موقعہ پر فرمایا کہ کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ نہ بتاؤں؟ صحابہؓ نے عرض کیا جی حضور ضرور بتائیں۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپؐ تکئے کا سہارا لئے ہوئے تھے جوش میں آکر بیٹھ گئے اور بڑے زور سے فرمایا دیکھو تیسرا بڑا گناہ جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا ہے۔ آپؐ نے اس بات کو اتنی دفعہ دہرایا کہ صحابہ نے چاہا کہ کاش حضور خاموش ہو جائیں۔ (بخاری کتاب الادب)

ایک شخص نے اسلام قبول کرنے کے بعد آپؐ سے عرض کیا کہ میں ہمہ قسم کے گناہوں میں مبتلا ہوں کوئی آسان طریقہ ان گناہوں سے نجات کا بتائیں۔ آپؐ نے فرمایا صرف جھوٹ ترک کردو۔ اس نے جھوٹ ترک کرنے کا عہد کیا اور گمان کیا کہ کتنا آسان طریقہ ہے لیکن جب کبھی اس نے کسی برائی کی نیت کی تو خیال کیا کہ اگر میں نے یہ گناہ کیا اور پوچھا گیا تو سچ بولنے پر سزا ہوگی اور جھوٹ نہ بولنے کا تو میں نے عہد کیا ہے۔ اس طرح ہر گناہ سے منزہ اور پاک ہو گیا پس ہمارے پیارے حضورؐ نے جملہ اخلاق سیئہ اور اوصاف رزیلہ سے نجات کا واحد ذریعہ جھوٹ کو ترک کرنا فرمایا۔ اگر انسان جھوٹ کو ترک کردے تو ہر گناہ اور برائی سے صاف و شفاف ہو سکتا ہے۔ اور اگر جھوٹ کو اختیار کیا تو دوزخ تک پہنچ سکتا ہے۔ رسول اللہؐ اس ضمن میں فرماتے ہیں۔
اِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ اِلَى الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ اِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا۔
(مسلم کتاب البرّ والصلة)
جھوٹ فسق و فجور کا باعث بن جاتا ہے اور فسق و فجور سیدھا آگ کی طرف لے جاتے ہیں۔ ایک شخص جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ کا عادی ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں کذّاب یعنی جھوٹا لکھا جاتا ہے۔ یعنی جھوٹ فسق و فجور کا باعث بن جاتا ہے اور فسق و فجور سیدھا آگ کی طرف لے جاتا ہے۔ ایک شخص جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ کا عادی ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں کذاب یعنی سخت جھوٹا لکھا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظل کامل حضرت مسیح موعودؑ کی پاک اور مطہر زندگی میں جھوٹ کا شائبہ تک نہ تھا ایک واقعہ سے اس امر کا پتہ چلتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ اس عاجز نے اسلام کی تائید میں آریوں کے مقابل پر ایک عیسائی کے مطبع میں جس کا نام رلیا رام تھا اور وہ وکیل بھی تھا اور اس کا ایک اخبار بھی نکلتا تھا۔ ایک مضمون بغرض طبع ہونے کے ایک پیکٹ کی صورت میں جس کی دونوں طرفیں کھلی تھیں بھیجا اور اس پیکٹ میں ایک خط بھی رکھ دیا..... کسی علیحدہ خط کا پیکٹ میں رکھنا قانوناً ایک جرم تھا جس کا اس عاجز کو علم نہ تھا اور ایسے جرم کی سزا میں قوانین ڈاک خانہ کی رو سے پانچ سو روپے جرمانہ یا چھ ماہ تک قید ہے اس نے مخبر بن کر افسران ڈاک سے اس عاجز پر مقدمہ دائر کرا دیا جن جن وکلاء سے مقدمہ کیلئے مشورہ طلب کیا انہوں نے یہی مشورہ دیا کہ بجز دروغ گوئی کے اور کوئی راہ مخلصی کی نہیں اور یہ صلاح دی کہ اس طرح اظہار دے دو کہ ہم نے پیکٹ میں خط نہیں ڈالا۔ رلیا رام نے خود ڈال دیا ہوگا۔ اور نیز بطور تسلی دہی کے کہا کہ ایسا بیان کرنے سے شہادت پر فیصلہ ہو جائے گا۔ اور دو چار جھوٹے گواہ دے کر بریت ہو جائے گی۔ مگر میں نے ان سب کو جواب دیا کہ میں کسی حالت میں راستی کو چھوڑنا نہیں چاہتا جو ہوگا سو ہوگا۔ تب اسی دن یا دوسرے دن مجھے ایک انگریز کی عدالت میں پیش کیا گیا اور میرے مقابل پر ڈاک خانہ جات کا افسر بحیثیت سرکاری مدعی کے حاضر ہوا اس وقت حاکم نے عدالت میں اپنے ہاتھ سے میرا اظہار لکھا۔ میں نے بلا توقف جواب دیا کہ یہ میرا ہی خط اور میرا ہی پیکٹ ہے اور میں نے اس خط کو پیکٹ کے اندر رکھ کر روانہ کیا تھا۔ مگر میں نے گورنمنٹ کی نقصان رسانی محصول کیلئے بدنیتی سے یہ کام نہیں کیا بلکہ میں نے اس خط کو اس مضمون سے کچھ علیحدہ نہیں سمجھا اس بات کو سنتے ہی خدا نے اس انگریز کے دل کو میری طرف پھیر دیا اور میرے مقابل پر افسر ڈاک خانہ جات نے بہت شور مچایا اور لمبی لمبی تقریریں انگریزی میں کیں جن کو میں نہیں سمجھتا تھا مگر اس قدر سمجھتا تھا کہ ہر ایک تقریر کے بعد زبان انگریزی میں وہ حاکم نو نو کر کے اس کی سب باتوں کو رد کر دیتا تھا انجام کار جب وہ افسر مدعی کو اپنے تمام وجوہ پیش کر چکا اور اپنے تمام بخارات نکال چکا تو حاکم نے فیصلہ لکھنے کی طرف توجہ کی اور شاید سطر یا ڈیڑھ سطر لکھ کر مجھ کو کہا کہ اچھا آپ کیلئے رخصت ہے۔
(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 297)

نیز حضرت مسیح موعودؑ نے شرائط بیعت کی شرط دوم میں ہر احمدی کیلئے احمدیت میں داخل ہونے یا قائم رہنے کیلئے یہ شرط رکھی ہے کہ جھوٹ اور زنا سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے اور مزید یہ کہ کشتی نوح میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ احمدیت میں داخل ہونے کیلئے آپؑ نے یہ شرط رکھی ہے کہ جھوٹ کو ترک کرے اور احمدیت میں قائم رہنے کیلئے بھی یہی شرط رکھی ہے۔ یعنی جو شخص جھوٹ سے گریز نہیں کرتا وہ عملی طور پر دائرہ احمدیت سے خارج ہو جاتا ہے اگرچہ وہ زبان سے لاکھ گواہی دے کہ میں احمدی ہوں۔

یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کرنی چاہئے کہ جھوٹ بولنے والے سے بھروسہ اُٹھ جاتا ہے اس لئے ہمیشہ بچوں کو یہ حکایت سناتے ہیں کہ ایک چرواہے نے بار بار جھوٹ بولا کہ میری بکریوں کو بھیڑیا کھا رہا ہے۔ لوگ جب بھی اس کی مدد کیلئے آئے اسے جھوٹا پاتے۔ ایک دن سچ مچ بھیڑیا آگیا۔ لڑکے نے بہت آواز دی مدد کیلئے مگر لوگ اسے جھوٹا متصور کر کے اس کی مدد کیلئے نہ آئے۔

چنانچہ اس نہج پر ہمیں اپنی اور اپنی اولاد کی تربیت کرنے کی ضرورت ہے۔ حضرت عبدالقادر صاحب جیلانیؒ کی والدہ کی تربیت کی طرح تربیت کی روح پیدا کرنی ہے۔ حضرت جیلانیؒ کے ذکر میں درج ہے کہ جب وہ اپنے گھر سے طلب علم کیلئے نکلے تو آپؒ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے کو چالیس اشرفیاں دیں آپ کے بغل کے نیچے پیراہن میں سی دیں اور یہ نصیحت کی کہ بیٹا جھوٹ ہرگز نہ بولنا۔ حضرت سید عبد القادرؒ جب گھر سے رخصت ہوئے تو پہلی ہی منزل میں ایک جنگل میں سے ان کا گزر ہوا جہاں چوروں اور قزاقوں کا ایک بڑا قافلہ رہتا تھا۔ انہوں نے آپ کو پکڑ کر پوچھا تمہارے پاس کیا ہے۔ آپ نے سوچا یہ تو پہلی ہی منزل میں امتحان در پیش آیا۔ اپنی والدہ کی آخری نصیحت پر غور کیا اور فوراً جواب دیا میرے پاس چالیس اشرفیاں ہیں جو میری والدہ نے میری بغل کے نیچے سی دی ہیں وہ چور یہ سن کر سخت حیران ہوئے کہ یہ بچہ کیا کہتا ہے۔ اپنے سردار کے پاس لے گئے قصہ سن کر سردار بھی حیران ہوا۔ پیراہن پھاڑا گیا تو واقعی اس میں چالیس اشرفیاں موجود تھیں۔ حیرانی کے عالم میں سردار نے پوچھا یہ کیا بات ہے۔ اس پر آپ نے اپنی والدہ کی نصیحت کا ذکر کر دیا اور کہا کہ میں طلب دین کیلئے گھر سے نکلا ہوں۔ اگر پہلی ہی منزل میں جھوٹ بولتا تو پھر کیا حاصل کر سکتا۔ جب آپ نے یہ بیان فرمایا تو قزاقوں کا سردار چیخ مار کر رو پڑا اور آپ کے قدموں پر گر گیا اور اپنے سابقہ گناہوں سے توبہ کی۔ کہتے ہیں کہ آپ کا سب سے پہلا مرید یہی قزاقوں کا سردار تھا۔

پس ویسے تو ہمیں ساری زندگی جھوٹ سے پرہیز کرنا چاہیئے مگر رمضان مبارک میں خصوصیت سے اس بات کی مشق کرنی چاہئے کہ اس مہینہ میں برائیوں کو چھوڑنے کی طرف طبیعت مائل رہتی ہے اگر ہم جھوٹ سے پرہیز کرنے کے عادی ہو جائیں تو یہ عادت پھر سارا سال رہتی ہے اور آئندہ سال پھر انہیں باتوں کا درس دینے رمضان المبارک آتا ہے۔ جھوٹ سے اجتناب کے تعلق سے حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں۔

قرآن شریف نے جھوٹ کو بھی ایک نجاست اور رجس قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج:۳۱) دیکھو یہاں جھوٹ کو بت کے مقابل رکھا ہے اور حقیقت میں جھوٹ بھی ایک بُت ہی ہے۔ ورنہ کیوں سچائی کو چھوڑ کر دوسری طرف جاتا ہے جیسے بُت کے نیچے کوئی حقیقت نہیں ہوتی اسی طرح جھوٹ کے نیچے بجز ملمع سازی کے اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔ جھوٹ بولنے والوں کا اعتبار یہاں تک کم ہو جاتا ہے کہ اگر وہ سچ کہیں تب بھی یہی خیال ہوتا ہے کہ اس میں بھی کچھ جھوٹ کی ملاوٹ نہ ہو۔ اگر جھوٹ بولنے والے چاہیں کہ ہمارا جھوٹ کم ہو جائے تو جلدی سے دور نہیں ہوتا۔ مدت تک ریاضت کریں تب جا کر سچ بولنے کی عادت اُن کو ہوگی۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 266 ایڈیشن 2003)

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جھوٹ اور کذب بیانی سے کما حقہ اجتناب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس رمضان المبارک سے مکمل طور پر مستفیض و مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

قربانی، صدقہ، شادی اور ولیمہ کیلئے بکرے و مرغے کا حلال گوشت دستیاب ہے
SINDHI BROTHERS
& MEAT SHOP
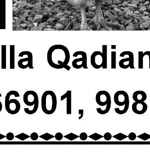
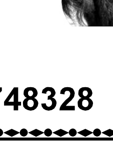
Prop.
Tariq
Ahmadiyya Mohalla Qadian
Mob. 9780601509, 9888266901, 9988748328

قطعہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

(جماعت احمدیہ کا ماٹو اور نصب العین)

عبادت کے لائق نہیں کوئی اور
فقط ایک اللہ ہے معبود اپنا
محمدؐ رسولِ خدا، خاتَمُ الانبیاء
اسی کی منادی ہے مقصود اپنا

(عطاء المجیب راشد۔ لندن)

شرح فطرانہ صدقۃ الفطر

الحمدللہ رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ جون کے آخری ہفتہ سے شروع ہو رہا ہے۔ امسال فطرانہ کی ادائیگی کیلئے جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کیلئے ایک صاع غلہ (یعنی رائج الوقت مٹرک سسٹم کے مطابق 2 کلو 750 گرام) کی شرح مقرر کی گئی ہے۔ احباب جماعت کوشش کریں کہ پوری شرح سے صدقۃ الفطر ادا کریں۔ البتہ جو افراد جماعت پوری شرح سے ادائیگی نہیں کر سکتے وہ نصف شرح سے فطرانہ ادا کر سکتے ہیں۔

چونکہ ہندوستان کے صوبہ جات میں گندم، چاول کی شرح مختلف ہے اس لئے صدران و امراء کرام اپنے مقامی ریٹ کے مطابق مقررہ شرح (2 کلو 750 گرام غلہ) کے فطرانہ کی رقم کی ادائیگی کریں۔

پنجاب و دیگر قریبی صوبہ جات کیلئے امسال صدقۃ الفطر کی شرح چالیس (40) روپے مقرر کی جاتی ہے۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

رمضان المبارک کے ساتھ تحریک جدید کی گہری مناسبتیں

بانی تحریک جدید سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ ماہ رمضان المبارک کے ساتھ تحریک جدید کی گہری مناسبتوں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اگر تم رمضان سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو تحریک جدید پر عمل کرو اور اگر تحریک جدید کو فائدہ پہنچانا چاہتے ہو تو روزوں سے صحیح فائدہ اُٹھاؤ۔ تحریک جدید یہی ہے کہ سادہ زندگی بسر کرو اور محنت اور مشقت اور قربانی کا اپنے آپ کو عادی بناؤ۔ یہی سبق رمضان تمہیں سکھانے کیلئے آتا ہے۔ پس جس غرض کے لئے رمضان آیا ہے اس غرض کے حاصل کرنے کیلئے جدوجہد کرو..... ہر شخص کو کوشش کرنی چاہیئے کہ اس کا رمضان تحریک جدید والا ہو اور تحریک جدید رمضان والی ہو۔ رمضان ہمارے نفس کو مارنے والا ہو اور تحریک جدید ہماری روح کو تازگی بخشنے والی ہو۔ پس جب میں نے کہا کہ رمضان سے فائدہ اُٹھاؤ تو دراصل میں نے تمہیں سمجھایا ہے کہ تم تحریک جدید کے اغراض و مقاصد کو رمضان کی روشنی میں سمجھو۔ اور جب میں نے کہا کہ تحریک جدید کی طرف توجہ کرو تو دوسرے لفظوں میں میں نے تمہیں یہ کہا ہے کہ تم ہر حالت میں رمضان کی کیفیت اپنے اوپر وارد رکھو اور صحیح قربانی اور مسلسل قربانی کی اپنے اندر عادت ڈالو۔ جو رمضان بغیر سچی قربانی کے گزر جاتا ہے وہ رمضان نہیں اور جو تحریک جدید بغیر روح کی تازگی کے گزر جاتی ہے وہ تحریک جدید نہیں۔‘‘ (خطبہ جمعہ ۴ نومبر ۱۹۳۸)

اسی ضمن میں 11 نومبر 1938ء کو ارشاد فرمودہ خطبہ جمعہ کے آخر میں حضور رضی اللہ عنہ نے جماعت کو چندہ دہندگان تحریک جدید کیلئے بطور خاص دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

’’رمضان کا جو آخری عشرہ آنے والا ہے اس کو تحریک جدید کے متعلق سابق قربانیوں کیلئے شکریہ اور آئندہ کے لئے طاقت کے حصول کیلئے خرچ کرو۔ جن کو گزشتہ سالوں میں قربانی کی توفیق ملی ہے وہ اس کیلئے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کریں اور ہر ایک دعا کرنے والا اللہ تعالیٰ سے ہر قربانی کرنے کے لئے دعا کرے کہ اس نے شوکت دین اور مضبوطی سلسلہ کیلئے جو قربانی کی ہے اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اس پر اپنے فضل اور رحمتیں نازل کرے۔ اور اس کے لئے اپنی محبت اور برکات کا نزول فرمائے۔ اسی محبت اور اخلاص کے مطابق جس کے ساتھ اس نے خدا کی راہ میں قربانی کی تھی۔ آمین۔‘‘ (الفضل 15 نومبر 1938ء صفحہ نمبر 4)

بمطابق اعلان روزنامہ الفضل قادیان 29 نومبر 1938 مخلصین جماعت کا تحریک جدید کے آغاز سے ہی یہ تعامل رہا ہے کہ وہ ہمیشہ ماہ رمضان کے وسط تک اپنے وعدہ جات چندہ تحریک جدید کی صد فیصد ادائیگی کر کے اللہ تعالیٰ کے افضال و برکات کو جذب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس اب جبکہ ہم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ایک بار پھر بے شمار آسمانی رحمتوں اور برکتوں کے حامل اس ماہ مقدس میں قدم رکھنے والے ہیں جملہ معاونین تحریک جدید سے درخواست ہے کہ وہ اپنی شاندار جماعتی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے 20 رمضان المبارک یعنی 19 جولائی تک اپنے واجبات کی مکمل ادائیگی کر کے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مقبول دعاؤں سے وافر حصہ پانے کی سعادت حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جملہ ضلعی و مقامی امراء کرام صدران و سیکرٹریان تحریک جدید اور مبلغ انچارج صاحبان سے بھی گزارش کی جاتی ہے کہ براہ مہربانی اپنی اپنی جماعتوں کے صد فیصد ادائیگی کنندگان کی فہرستیں 19 جولائی سے پہلے پہلے بذریعہ ڈاک اور 25 جولائی تک بذریعہ فیکس یا ای میل وکالت مال تحریک جدید قادیان کو بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ تا تمام جماعتوں کی یکجائی فہرست 29 رمضان کی اجتماعی دعا کیلئے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کی جا سکے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ خیراً۔

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

وصایا: منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 6960 میں آصفہ خان بنت ناصر احمد خان قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 13 اکتوبر 1991 پیدائشی احمدی ساکن 5 Allee De La Clairiere 33138, Lanton, France بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 اپریل 2013 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 100E ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عطاء العلیم — الامۃ: آصفہ خان — گواہ: ناصر احمد خان

مسل نمبر: 7030 میں سید زکریا احمد ولد سید راشد احمد شمیم قوم احمدی مسلمان، طالب علم عمر 22 سال پیدائشی احمدی ساکن ترکھانہ والی ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 24 جنوری 2014 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 100 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ناصر احمد زاہد — العبد: سید زکریا احمد — گواہ: سید راشد احمد شمیم

مسل نمبر: 7031 میں نصرت جہاں بنت محمد راشد قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 5 جون 86 پیدائشی احمدی ساکن چھوٹا ننگل ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 20 فروری 2014ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت میری جائداد منقولہ مندرجہ ذیل ہے۔ انگوٹھی طلائی ایک عدد۔ کان کی بالیاں ایک جوڑی۔ میرا گزارہ آمد از خورونوش ماہوار 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد راشد — الامۃ: نصرت جہاں — گواہ: حمید الدین صادق

مسل نمبر: 7032 میں نگہت یاسمین زوجہ عبد الحمید پڈر قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 50 سال پیدائشی احمدی ساکن ناصر آباد ڈاکخانہ ناصر آباد ضلع کولگام صوبہ کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29 مارچ 2014ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن

(باقی صفحہ 13 پر ملاحظہ فرمائیں)

قارئین بدر کو ماہ رمضان کی
بہت بہت مبارکباد (ادارہ)

ZUBER ENGINEERING WORK
زبیر احمد شحنہ (الیس اللہ بِکافٍ عبدہ)
Body Building
All Types of Welding and Grill Works

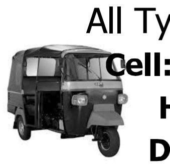

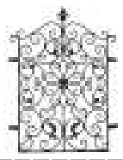

Cell: 09886083030, 09480943021
HK Road- YADGIR-585201
Distt. Gulbarga (KARNATKA)

Prop. Md. Mustafa Late Abdul Qadeer Laadji Yadgir (K.A)
09845924940, 09986253320

BHARAT BATTERIES
SHAHPUR-KARNATAKA
Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Batteries
Opp. Bajaj Show Room, B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Yadgir, Karnataka

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان
Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian

کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
098141-63952
نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

”ان دُعاؤں کو بھولنا نہیں نہ کم کرنا ہے ان کو ہمیشہ کرتے رہنا چاہئے مستقل اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا چاہئے“

ارشاد حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 30 مئی 2014 میں احباب جماعت کو درج ذیل دُعائیں باقاعدگی سے پڑھنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ حضور پُرنُور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہمیں اپنی عبادتوں اور دعاؤں میں پہلے سے بڑھ کر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اضطراب پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رحم کو ابھارنے کی ضرورت ہے۔ اس وقت میں بعض دعاؤں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جو پہلے بھی جماعت احمدیہ کی جوبلی کے لئے حضرت خلیفة المسیح الثالث نے بتائی تھیں، بعد میں خلافت جوبلی کے لئے میں نے بھی بتائی تھیں۔ ان دُعاؤں کو بھولنا نہیں نہ کم کرنا ہے ان کو ہمیشہ کرتے رہنا چاہئے۔ مستقل اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا چاہئے۔

(1) پہلے سورة فاتحہ ہے اس کو بہت زیادہ پڑھنا چاہئے۔

(2) درود شریف ہے جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں، اس کا بھی بہت زیادہ وِرد کریں۔

(3) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کو جو الہامی دعا سکھائی گئی تھی سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اس کو بہت زیادہ پڑھیں۔

(4) رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ یعنی اے اللہ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا ہونے نہ دینا بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہے اور ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا کر یقیناً تو ہی بہت عطا کرنے والا ہے۔

(5) رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ۔ کہ اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

(6) اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ کی دعا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ: ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم کی طرف سے کوئی خطرہ محسوس فرماتے تھے تو آپ یہ دعا پڑھتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ کہ اے اللہ! تو ہی ان پر ایسا وار کر جس سے ان کی زندگی کا سلسلہ منقطع ہو جائے اور ہم ان کی شرارتوں سے بچ جائیں۔ تو ہی ہے جو ان شریروں اور فساد پیدا کرنے والوں اور ظلم کرنے والوں کی طاقت توڑنے والا ہے۔ پس ان کا خاتمہ کر اور ہمیں ان کے شر سے اپنی پناہ میں لے لے۔

(7) اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

(8) کچھ عرصہ ہوا میں نے ایک خواب کی بناء پر کہا تھا کہ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ کی دعا بہت زیادہ پڑھیں۔

(9) رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ کہ اے ہمارے رب ہمارے قصور یعنی کوتاہیاں اور ہمارے اعمال میں ہماری زیادتیاں ہمیں معاف کر اور ہمارے قدموں کو مضبوط کر اور کافر لوگوں کے خلاف ہماری مدد کر۔

(10) یَارَبِّ فَاسْمَعْ دُعَائِیْ وَمَزِّقْ اَعْدَاءَکَ وَاَعْدَائِیْ وَاَنْجِزْ وَعْدَکَ وَانْصُرْ عَبْدَکَ اَرِنَا اَیَّامَکَ وَشَھِّرْ لَنَا حُسَامَکَ وَلَا تَذَرْ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ شَرِیْرًا۔ کہ اے میرے رب! تو میری دعا سن اور اپنے دشمن اور میرے دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور اپنا وعدہ پورا فرما اور اپنے بندے کی مدد فرما اور ہمیں اپنے دن دکھا اور ہمارے لئے اپنی تلوار سونت لے اور انکار کرنے والوں میں سے کسی شریر کو باقی نہ رکھ۔

فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کی یہ الہامی دعا پڑھنے کی بہت ضرورت ہے۔ دشمن اب اپنی انتہا کو پہنچا ہوا ہے ہمیں بھی دعائیں کرنی چاہئیں۔ ❁❁❁

بقیہ: وصایا از صفحہ 12

احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبدالحی　　الامۃ: نگہت یاسمین　　گواہ: محمد حمید اللہ حسن

مسل نمبر: 7033 میں طارق احمد طارق ولد محمد اقبال لون قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائیویٹ ملازمت تاریخ پیدائش 10 دسمبر 1971 پیدائشی احمدی ساکن کاٹھپورہ ڈاکخانہ یاری پورہ ضلع کولگام صوبہ کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 23 مارچ 2014ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 50 ہزار روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: فیروز احمد خان　　العبد: طارق احمد طارق　　گواہ: عبدالرحمن فیاض

مسل نمبر: 7034 میں ماہینہ پروین زوجہ راجہ طارق احمد خان قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 34 سال پیدائشی احمدی ساکن اندورہ تحصیل شانگی ضلع اننت ناگ صوبہ کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ بتاریخ 25 مارچ 2014ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد منقولہ مندرجہ ذیل ہے۔ ایک عدد ہار 11.520 گرام قیمت 24400 روپے۔ ایک جوڑی بالیاں 2.600 گرام قیمت 5750 روپے۔ ایک عدد کوکا قیمت ایک ہزار روپے۔ ایک جوڑی جھمکا وزن 8.2 گرام قیمت 17000 روپے۔ کل وزن 22.32 گرام قیمت 47750 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبدالحی　　الامۃ: ماہینہ پروین　　گواہ: طاہر یعقوب ڈار

مسل نمبر: 7035 میں خالد حمید ولد عبدالحمید پڈر قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی ساکن ناصر آباد تحصیل کولگام ضلع کولگام صوبہ کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29 مارچ 2014ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبدالحی　　العبد: خالد حمید　　گواہ: محمد حمید اللہ حسن

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-16522243-0794, 2248-5222
رہائش:: 2237-8468, 2237-0471

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
Own your Plot/ Home in Qadian Darul Aman
ALLADIN BUILDERS
Please contact for quality construction works in Qadian
Khalid Ahmad Alladin
#67, WHITE AVENUE, QADIAN, PUNJAB 143516 INDIA
Phones: +91 7837211800, +91 8712890678
Email: khalid@alladinbuilders.com, Please visit us at : www.alladinbuilders.com
وَسِّعْ مَکَانَکَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ

کلام الامام

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

”انسان اصل میں اُنسان سے ہے یعنی دو محبتوں کا مجموعہ ہے۔ ایک اُنس وہ خدا سے کرتا ہے دوسرا اُنس انسان سے۔“ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۶)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیماپوری۔ صدر و ضلعی امیر جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

M/S ALLIA
EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

بقیہ: منصف کے جواب میں از صفحہ 2

''خود محمدی بیگم کے ایمان کی کیفیت یہ ہے کہ انہوں نے خود بیان کیا کہ جنگ عظیم اول میں جب'' فرانس سے ان کو (مرزا سلطان محمد صاحب کو) گولی لگنے کی اطلاع مجھے ملی تو میں سخت پریشان ہوئی اور میرا دل گھبرا گیا۔ اسی تشویش میں مجھے رات کے وقت مرزا صاحب رؤیا میں نظر آئے ہاتھ میں دودھ کا پیالہ ہے اور مجھ سے کہتے ہیں کہ لے محمدی بیگم یہ دودھ پی لے اور تیرے سر کی چادر سلامت ہے تو فکر نہ کر۔ اس سے مجھے اپنے خاوند کی خیریت کے متعلق اطمینان ہو گیا۔''

اب ان تمام پختہ شواہد کی روشنی میں معترض اور الاعتصام لاہور کے خود ساختہ بیانات کی کیا حقیقت اور حیثیت رہ جاتی ہے یہ قارئین پر روز روشن کی طرح واضح ہے۔

ان تفصیلات سے عیاں ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اگر ظاہری طور پر اس دنیا میں محمدی بیگم کا نکاح ہو جاتا تو وہ اتنا زبردست نشان نہ ہوتا جتنا زبردست نشان وہ اس دوسری صورت میں ہو گیا کہ اس خاندان کا ایک بڑا حصہ (جو حضرت اقدسؑ کی اسلامی دعوت وتبلیغ کے خلاف مسلسل دس سال تک مخالفت پر ڈٹا رہا تھا اور آپ کے خلاف ہندوؤں اور عیسائیوں سے ساز باز کرتا رہا تھا) بالآخر خدا تعالیٰ کے اس قہری نشان سے راہ راست پر آ گیا اور جو لوگ اپنی مخالفت پر قائم رہے وہ صفحہ ہستی سے مٹا دیئے گئے۔ آپ کے جدی بھائیوں کی ہر شاخ کاٹی گئی اور آپ کی مبارک نسل اور جماعت خدائی وعدوں کے مطابق دیکھتے ہی دیکھتے دنیا پر ایک تناور درخت کی طرح چھا گئی۔ جس وقت حضور نے دعویٰ کیا اس وقت آپ کے خاندان میں ستر کے قریب مرد تھے لیکن اب ان کے سوا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جسمانی یا روحانی اولاد ہیں ان ستر میں سے کسی ایک کی بھی اولاد موجود نہیں۔

پس حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اگر کوئی اور پیشگوئی نہ ہوتی تو فقط یہی ایک نشان اسلام، محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی صداقت ثبوت میں کافی تھا۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نکاح کی صورت میں محمدی بیگم کو چکی پیسنی پڑتی اور 67 روپے کی قلیل رقم میں پورے خاندان کے ساتھ گذارا کرنا پڑتا اور یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ گونا گوں امراض خبیثہ کے گرفتار تھے (نعوذ باللہ) تو حیرت ہے معترض کی عقل پر کہ ایک طرف تو خود یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ آپ کے پاس بہت مال ودولت تھا اور دوسری طرف یہ کہنا کہ صرف 67 روپے کی قلیل آمدن تھی۔

دراصل معاندین احمدیت کی یہ فطرت ہے کہ وہ اپنے ناپاک اعتراضات کی خاطر ہر طرح کی شرمناک جسارت کر جاتے ہیں اور اس بات کا بھی انہیں پاس و لحاظ نہیں ہوتا کہ ہم جو کہہ رہے ہیں کہیں وہ ہمارے اپنے بیان کے خلاف تو نہیں انہیں تو بس اعتراض کرنے کی دھن ہوتی ہے۔ ان کے دماغوں میں تو بس حضرت مسیح موعودؑ کی بے جا مخالفت کا خبط سمایا ہوتا ہے۔ معترض کا یہ قول بھی اُسی خبط کا نتیجہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ امراض خبیثہ میں گرفتار تھے۔ (نعوذ باللہ)

یہ بات درست ہے کہ آپ کو دوران سر اور کثرت پیشاب کی شکایت تھی لیکن یہ تکالیف امراض خبیثہ کی ذیل میں نہیں آتیں۔ آنحضرتؐ کو بھی تیز سر درد ہوتا تھا مرض الموت میں آپ غشی میں بھی مبتلا رہے۔ حضرت ایوب عرصہ دراز تک نہایت تکلیف دہ بیماریوں میں مبتلا رہے۔

جہاں تک امراض خبیثہ کا تعلق ہے اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے۔

''خدا تعالیٰ یہ بھی جانتا ہے کہ اگر کوئی خبیث مرض دامنگیر ہو جائے تو اس سے یہ لوگ نتیجہ نکالیں گے کہ اس پر غضب الٰہی ہو گیا اس لئے پہلے سے اس نے مجھے براہین احمدیہ میں بشارت دی کہ ہر ایک خبیث عارضہ سے تجھے محفوظ رکھوں گا اور اپنی نعمت تجھ پر پوری کروں گا۔'' (اربعین نمبر 3 صفحہ 30 حاشیہ)

یہاں یہ بیان کرنا خالی از فائدہ نہ ہو گا کہ معترضین حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر گونا گوں امراض خبیثہ کا الزام لگاتے ہیں۔ خصوصاً یہ کہتے ہیں کہ مراق وغیرہ کی وجہ سے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

غور کا مقام ہے کہ حضورؑ پر سب سے پہلے ایمان لانے والا وہ شخص ہے جو اس زمانہ کے تمام حکما میں حکمت اور علوم طب میں سبقت لے گیا تھا۔ یعنی حضرت مولانا حکیم نور الدین شاہی حکیم مہاراجہ کشمیر انہیں تو حضورؑ میں کوئی امراض خبیثہ نظر نہیں آئے اسی طرح اور بہت سے ڈاکٹر، وکلاء، ایکسٹرا اسسٹنٹ، منشی، ادیب، فاضل اور اولیاء اللہ نے آپ سے شرف بیعت حاصل کیا۔

ایک انسان کی جسمانی واخلاقی حالت کا اندازہ اس کے دوستوں رشتہ داروں اور ملنے جلنے والوں کی اخلاقی وجسمانی حالت سے ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوست رشتہ دار اور ملنے جلنے والے نہایت بلند پایہ اخلاقی اور جسمانی حالتوں پر فائز تھے ان میں سے کسی ایک سے بھی اشارۃً یا کنایۃً اس بات کا ثبوت نہیں ملتا جو معترض نے اپنے بغض و تعصب کی بنا پر کی۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اگر محمدی بیگم کا نکاح حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہو جاتا تو اسے نہایت تنگی کے دن دیکھنے پڑتے اور چکی پیسنی پڑتی۔ یہ بات کہہ کر تو معترض نے اپنی عاقبت خراب کر لی۔ معاندین احمدیت اس شوق میں کہ ضرور حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف کچھ گندہ دہنی کی جائے بانیٔ اسلام اور آپ کی ازواج مطہرات کے خلاف بولنے لگ جاتے ہیں۔

کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج نے تنگی کے دن نہیں دیکھے بعض اوقات فاقوں تک نوبت پہنچی۔ کیا آنحضرتؐ کی ازواج حتیٰ کہ آپ کی جگر گوشہ حضرت فاطمہؓ نے چکی نہیں پیسی۔

آپ کی ازواج مطہرات آپ کی زوجیت میں آ کر دنیا کی ہر نعمت کو ٹھکرا چکیں تھیں کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اس تنگی ترشی کے نتیجہ میں اُنہیں وہ نعمت مل رہی ہے جس کے مقابل پر دنیا کی تمام نعمتیں اور دولتیں ہیچ ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی زوجہ محترمہ نے بھی تنگی کے دن دیکھے۔ چکی پیسی، مشکلات برداشت کیں۔ لیکن اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اُنہیں وہ نعمت دی جس کا اندازہ بھی یہ بدبخت معاندین احمدیت نہیں لگا سکتے۔ اگرچہ محمدی بیگم نے اپنے شوہر کے ساتھ بہت آسائش کے دن دیکھے لیکن وہ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کو سچا ماننے کے نتیجہ میں دیکھے۔ توبہ کے نتیجہ میں انہوں نے ان برکتوں سے کچھ حصہ لیا جن کا حضرت مسیح موعودؑ نے وعدہ کیا تھا اور حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کا مقصد بھی یہی تھا یعنی اس خاندان کی اصلاح جو اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے نتیجہ میں ہو گئی۔ اس لئے جو بھی خوشحالی اور آسودگی انہوں نے دیکھی وہ حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانے کے نتیجہ میں دیکھی۔ اور اس کے مقابل پر حضرت اماں جان اور آپ کی آل اولاد نے جو آسودگی اور خوش حالی اور فارغ البالی پائی وہ محمدی بیگم اور اس کے خاندان سے ہزارہا درجہ بڑھ کر تھی۔ دنیا بھر میں آپ کی اولاد بکثرت پھیل چکی ہے اور نہایت عزت اور احترام کی نظر سے دیکھی جاتی ہے اور دنیاوی اعتبار سے بھی ممتاز حیثیتوں پر فائز ہے۔

ایک اور وسوسہ

مامور من اللہ کے معاند دراصل شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہوتے ہیں اور وہ اُن سے اپنی مرضی کے موافق عمل کرواتا ہے۔ وہ مومنین کی جماعت کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں لیکن شیطان کے پنجے میں گرفتار ہونے کے باعث خود دھوکہ خوردہ ہوتے ہیں۔

احمد بیگ کی ہلاکت سے پیشگوئی کا ایک پہلو نہایت صفائی اور آب وتاب سے پورا ہوا لیکن معترض جس نے ہر حال میں عوام الناس کو دھوکہ دینے کی قسم کھا رکھی تھی اس پیشگوئی کی اہمیت کو کم کرنے کیلئے لکھا کہ احمد بیگ کی موت داماد کی موت کے بعد ہوئی تھی لیکن چونکہ اس کی موت پہلے ہوئی اس لئے یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔

اپنے اس خود ساختہ معیار کے ثبوت کے لئے معترض نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کیا جو دراصل آپ کی عربی عبارت کا ترجمہ ہے۔ چنانچہ معترض نے آئینہ کمالات اسلام کے حوالے سے لکھا۔ ''اور اگر تو (اے احمد بیگ) اس سے متنبہ ہوا تو تجھ پر بہت سی مصیبت نازل ہوں گی جن میں سے سب سے آخری مصیبتیں تیری موت ہو گی۔''

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 573)

معترض نے لکھا کہ اس عبارت سے یہ نتیجہ بالکل صاف اور دوٹوک طور پر نکلتا ہے کہ داماد کی موت اور لڑکی کی بیوگی کی مصیبت جھیل لینے کے بعد ہی احمد بیگ کی موت آئے گی کیونکہ موت کو سب سے آخری مصیبت قرار دیا گیا ہے۔

اب اگر معترض نے خود آئینہ کمالات اسلام پڑھ کر یہ نتیجہ نکالا ہے تو ہمیں افسوس سے لکھنا پڑتا ہے یہ معترض کی بددیانتی اور تحریف کاری کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اور اگر خود آئینہ کمالات اسلام نہیں پڑھی اور کہیں سے سن کر یا اپنے کسی ہم قماش کی تحریروں سے یہ مضمون اخذ کیا ہے تو اس پر سوائے اس کے ہم کیا لکھیں کہ ہمیں ایسے جاہل مولویوں سے واسطہ پڑا ہے جن کو یہ تک پتہ نہیں کہ آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ لَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایَنَۃِ یعنی سنی سنائی بات خود معائنہ و مشاہدہ اور تحقیق کرنے کے برابر نہیں ہوتی۔ حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت میں یہ لوگ ایسے اندھے ہو چکے ہیں کہ خود بھی جھوٹ بولتے ہیں اور دوسروں کے جھوٹ کو بھی حرز جان بناتے ہیں۔

الغرض معترض کا یہ نتیجہ نکالنا سراسر لغو، جھوٹا اور بے بنیاد ہے اس سارے مضمون کو سمجھنے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی اصل عبارت کو پڑھنا ضروری ہے۔ حضور فرماتے ہیں۔

فَاِنْ لَمْ تزدجر فَیُصِب عَلَیْكَ مصائب وآخر المصائب موتك فتموت بعد النکاح الی ثلاث سنین بل موتك قریب ... ویرد علیك وانت من الغافلین۔ وکذالك یموتُ بعلُھَا الذی یصیرُ زوجھا الی حولینِ وستۃِ اشھر۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 573)

ترجمہ: پس اگر تُو توبہ واستغفار نہ کرے گا تو تجھ پر مصیبتیں آئیں گی اور سب سے بڑی مصیبت تیری موت ہو گی۔ پس تو نکاح کے تین سال تک فوت ہو جائے گا.... بلکہ تیری موت اس سے بھی قریب تر ہو گی اور تیری غفلت کی حالت میں خدا تجھ کو پکڑ لے گا۔ اور اسی طرح جو تیری بیٹی کا شوہر ہو گا وہ ڈھائی سال کے اندر فوت ہو جائے گا۔

اب اس پورے بیان میں جس ترتیب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیشگوئی فرما رہے ہیں اس کے مطابق پہلے احمد بیگ کی موت ہو گی۔ اور اس کے بعد اس کے داماد کی اگر وہ توبہ واستغفار نہ کریں۔

اس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہیں یہ نہیں لکھا کہ احمد بیگ سب سے آخر پر مرے گا۔ بلکہ یہ لکھا ہے کہ اس پر آنے والے مصائب میں سے آخر المصائب اس کی موت ہو گی۔ اس جگہ آخر المصائب سے مراد سب سے آخری زمانے کے لحاظ سے نہیں بلکہ مقام کے لحاظ سے ہے۔ یعنی اُس پر آنے والے مصائب میں سے سب سے بڑی مصیبت، عربی زبان

میں بھی یہ محاورہ پایا جاتا ہے جیسا کہ حدیث شریف ہے۔ اِنِّی آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاِنَّ مَسْجِدِی آخِرُ الْمَسَاجِد۔ (مسلم باب فضل الصلوٰۃ فی مسجد المدینہ ومکہ صفحہ 531)

یعنی میں سب سے اعلیٰ وافضل اور بڑا نبی ہوں اور میری یہ مسجد بھی سب سے اعلیٰ اور افضل اور بڑی مسجد ہے۔ اب ظاہر ہے کہ مسجد نبوی کے بعد بھی بہت سی مساجد بنیں اور لگا تار بنتی چلی آرہی ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ زمانے کے لحاظ سے آخری نہیں بلکہ مقام اور مرتبے کے لحاظ سے آخری ہے۔

اس طرح یہاں بھی یہی معنے ہیں۔ احمد بیگ کی موت اس کے اور اس کے خاندان پر آنے والے مصائب میں سے سب سے بڑی مصیبت ہوگی۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ حضور نے احمد بیگ کے داماد کی موت کا ذکر اس کی موت کے ذکر کے بعد کیا اور اگر معترضین اسی بات کی ضد کریں کہ نہیں جی احمد بیگ اور اس کے خاندان پر آنے والے مصائب میں زمانی اعتبار سے آخری مصیبت احمد بیگ کی موت ہی ہے اُسے آخر پر مرنا چاہیئے تھا تو یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی ایک دلیل ٹھہری۔

حضرت مسیح موعودؑ کا قول ہے کہ احمد بیگ اور اس کے خاندان پر آنے والے مصائب میں سے آخری مصیبت احمد بیگ کی موت ہے تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ اس کے بعد کوئی موت نہیں ہوگی اور ایسا ہی ہوا احمد بیگ تو پیشگوئی کے مطابق نہایت جلدی ہلاک ہوگیا اور اس کے باقی خاندان نے پیشگوئی کے فوری پورا ہو جانے پر توبہ کر لی خصوصاً سلطان محمد نے اور وہ ہلاک ہونے سے بچ گیا۔ اب بھی اگر کوئی ضد و تعصب سے نہ مانے اور ہٹ دھرمی سے کہے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی تو اس پر یَبْقٰی مِنْهُ کِلَابٌ مُتَعَدِّدَةٌ کا قول صادق آتا ہے۔ (جاری)

(تنویر احمد ناصر۔ قادیان)

سانحہ ارتحال: خاکسار کے والد مکرم اکبر خان صاحب مورخہ 30 جنوری 2014ء کو بعمر 93 سال کیرنگ میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی نماز جنازہ 31 جنوری 2014ء کو کیرنگ میں ہوئی۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

(فرزان احمد خان۔ مبلغ سلسلہ بھونیشور)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ 16

علیہ السلام کی مہمان نوازی کی خبر دی ہے اور یہ بتایا کہ مہمان کے لئے یہ نہیں پوچھنا کہ مہمان نوازی کروں یا نہ کروں اور کسی بھی قسم کے خرچ سے ڈرنا نہیں ہے۔ مہمان نوازی کرنی چاہئے۔ اس کے آرام کا خیال رکھنا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خاص طور پر مہمان نوازی کی تلقین فرمائی ہے۔ آپ کا چہرہ اس وقت خوشی سے دمک جاتا تھا جب آپ کو پتا چلتا تھا کہ آج مدینہ میں رہنے والے آپ کے صحابہ نے باہر سے آنے والے مہمانوں کے آرام کا خیال رکھا ہے اور اپنے سے زیادہ ان کے آرام کا خیال رکھا ہے اور اپنی توفیق سے بڑھ کر ان کا خیال رکھا ہے اور ان کی مہمان نوازی کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثالیں بھی ہمارے سامنے ہیں۔

پس یہاں کی انتظامیہ کو بھی میں توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ مہمان نوازی کی اہمیت کو سمجھیں۔ ایک تو یہ مہمان نوازی ہے جو یہاں جلسے کے دنوں میں ہو رہی ہے۔ دوسری مہمان نوازی عام دنوں کی ہے جیسا کہ میں نے کہا اور اس عام دنوں کی مہمان نوازی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مہمانوں کی ہر ضرورت کے مطابق اور ان کے مزاج کے مطابق مہمان نوازی کی کوشش فرماتے تھے۔ پس متعلقہ انتظامیہ کو بھی اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ کسی کو کھانا کھلا کے کوئی حق نہیں ادا ہو گیا مہمان نوازی کا بلکہ مہمان کی خدمت کا حق ادا ہو ہی نہیں سکتا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بصیرت افروز خطبہ جمعہ کے آخر پر فرمایا:

جلسہ کے حوالے سے یہ بات بھی یاد رکھیں کہ آپ میں سے ہر ایک کو اپنے ماحول پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ ڈیوٹی والے کارکنان ہیں ان سے مکمل تعاون کرے ہر شامل ہونے والا۔ سکیورٹی کے مسائل اب ہر جگہ ہیں اس لئے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جلسے کو ہر لحاظ سے کامیاب فرمائے اور تمام شامل ہونے والوں کو ان برکات کو سمیٹنے والا بنائے جو اس جلسہ سے وابستہ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد ہم پورا کرنے والے ہوں اور آپ کو اپنی جماعت سے جو توقعات ہیں ہم اپنی زندگیوں کا حصہ انہیں بنانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ ☆☆☆

داخلہ جامعہ احمدیہ قادیان 2014

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1906ء میں ''شاخ دینیات'' کا اجراء فرمایا تھا جو بعد میں جامعہ احمدیہ کہلایا۔ اس مدرسہ کے اجراء کا مقصد علمائے دین و مبلغین تیار کرنا تھا۔ گزشتہ ایک سو آٹھ سالوں سے اس جامعہ سے سینکڑوں علماء اور مبلغین کرام فارغ التحصیل ہو کر اندرون و بیرون ہند فریضہ تبلیغ ادا کر چکے ہیں اور الحمد للہ اب بھی کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ اس سلسلہ کو جاری رکھنے کیلئے ہر سال جامعہ احمدیہ میں طلبہ کو داخل کیا جاتا ہے۔ لہٰذا داخلہ کیلئے مندرجہ ذیل پتہ پر چٹھی لکھ کر جامعہ احمدیہ سے داخلہ فارم اور داخلہ امتحان کا Pattern اور Model Paper منگوا لیں اور اپنے علاقہ کے مبلغ یا معلم صاحب سے نصاب کے مطابق اچھی تیاری کر لیں۔ کیونکہ میرٹ لسٹ کے مطابق صرف 50 طلبہ کو ہی داخلہ دیا جائے گا۔ باقی طلباء جو پچاس کے زمرہ میں نہیں آئیں گے یا نور ہسپتال قادیان کے میڈیکل ٹیسٹ میں اَن فِٹ Unfit ہو جائیں گے انہیں اپنے اخراجات پر واپس جانا ہوگا۔ شرائط داخلہ یہ ہیں:

1۔ امیدوار کم از کم میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔

2۔ داخلہ فارم کی ہر طرح سے تکمیل کر کے 15 جولائی 2014ء تک پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان کو بذریعہ رجسٹری ڈاک پہنچا دیں۔ دفتر جامعہ احمدیہ داخلہ فارم کا ہر طرح سے جائزہ لینے کے بعد اُمیدوار طالب علم کو قادیان آنے کی تحریری یا بذریعہ ٹیلی فون اطلاع دے گا۔ اطلاع ملنے کی صورت میں 5 اگست 2014ء تک قادیان پہنچ جائیں۔

3۔ میٹرک پاس کیلئے عمر کی حد 17 سال اور +2 پاس طالب علم کیلئے 19 سال ہے۔ عمر کی حد میں حفاظ کرام کو استثنائی طور پر رعایت دی جاسکتی ہے۔

4۔ داخلہ کیلئے اُمیدوار طلبہ کا 6 اگست 2014 بروز بدھ صبح 9 بجے جامعہ احمدیہ قادیان میں تحریری امتحان ہوگا۔ جس میں قرآن مجید، حدیث، اسلام واحمدیت، دینی معلومات، عربی، اُردو حساب، انگریزی اور جنرل نالج وغیرہ کے مختصر سوالات دیئے جائیں گے۔ تحریری امتحان میں کامیاب ہونے والے طلبہ کا انٹرویو ہوگا جس میں قرآن کریم ناظرہ، اُردو کی کوئی کتاب اور انگریزی اخبار پڑھوا کر سنا جائے گا، نیز دینی معلومات اور معلومات عامہ اور طالب علم کا رُجحان معلوم کرنے کیلئے سوالات کئے جائیں گے۔

5۔ انٹرویو میں کامیاب ہونے والے طلبہ کا نور ہسپتال میں میڈیکل چیک اپ ہوگا۔ جن اُمیدواروں کی میڈیکل رپورٹ تسلی بخش ہوگی انہیں جامعہ احمدیہ میں مشروط داخلہ دیا جائے گا۔ اگر اس کے بعد کبھی بھی طالب علم نے جامعہ کی تعلیم میں عدم دلچسپی یا کمزوری یا قواعد جامعہ و بورڈنگ کی خلاف ورزی کا مظاہرہ کیا تو اُسے جامعہ سے فارغ کر دیا جائے گا۔

6۔ امراء صدر صاحبان مبلغین و معلمین کرام سے درخواست کی جاتی ہے کہ اچھے اور قابل علماء و مبلغین بنانے کیلئے ذہین و قابل اور دینی خدمات کا جذبہ رکھنے والے اور نیکی کی طرف راغب طلبہ کا انتخاب کر کے انہیں داخلہ کے نصاب کی اچھی طرح تیاری کروا کر مقررہ تاریخ پر قادیان بھجوا دیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

رابطہ نمبر: 01872-220583 , 09646934736, 09463324783

نوٹ: داخلہ فارم میں اُمیدوار طالب علم اپنا ٹیلیفون یا موبائل نمبر ضرور تحریر کریں۔ نیز اپنی جماعت کے صدر صاحب کا ٹیلی فون اور موبائل نمبر بھی لکھیں۔

(پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان)

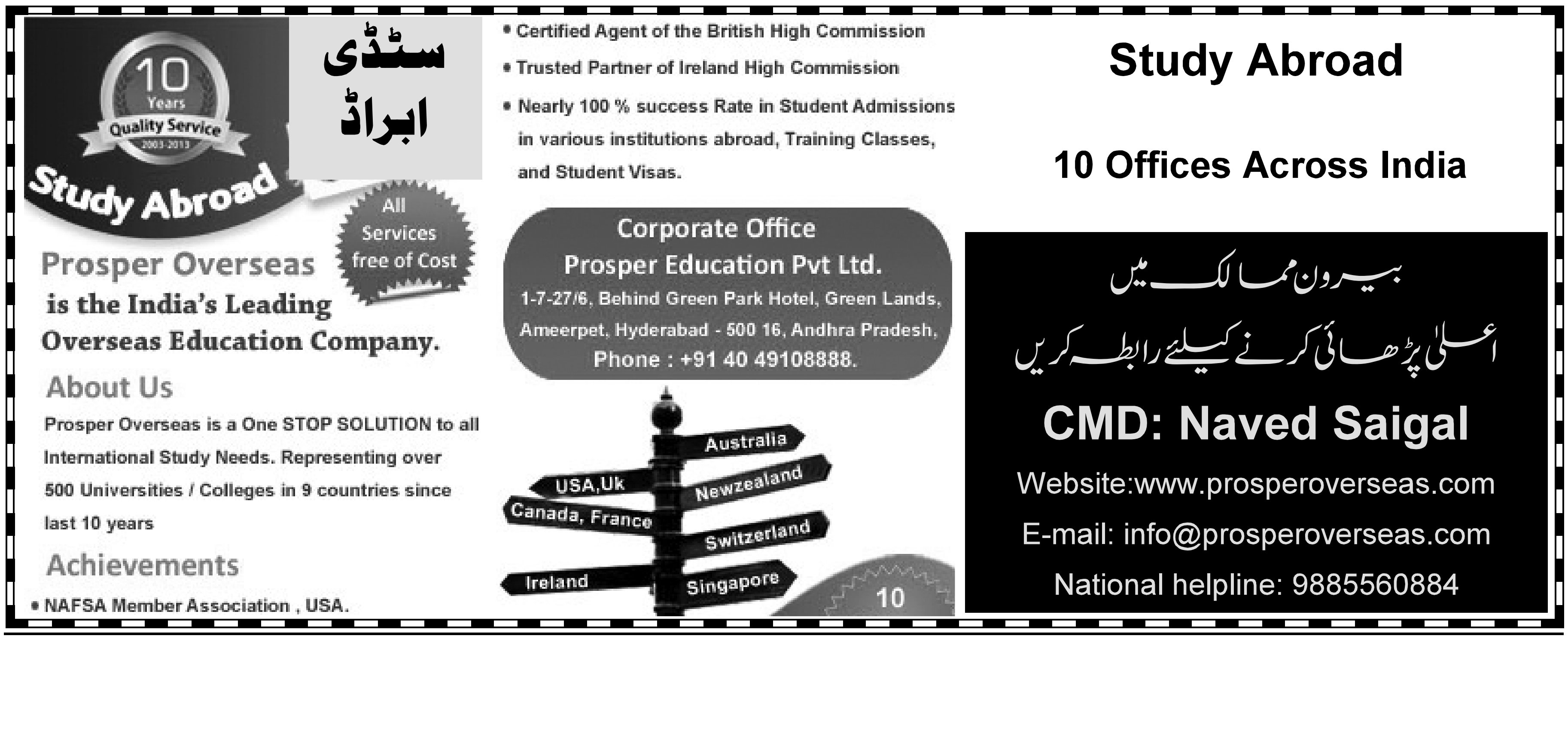

EDITOR
MUNIR AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
Manager : 09464066686
Editor: 08283058886
e : badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ بدر قادیان
The Weekly **BADR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516
Postal Reg. No. GDP/001/2013-15 Vol. 63 Thursday 26 June 2014 Issue No 26

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 550/-
By Air: 50 Pounds or 80 U.S. $
: 60 Euro
: 80 Canadian Dollar
Postal Reg. No. GDP/001/2013-15

دُنیائے احمدیت میں اب نیکیوں میں سبقت لے جانے کی ایک دوڑ لگی ہوئی ہے پس آپ لوگ بھی کوشش کریں کہ اس دوڑ میں پیچھے نہ رہ جائیں

ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد پورا کرنے والے اور آپ کو اپنی جماعت سے جو توقعات ہیں انہیں اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے والے ہوں

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 13 جون 2014ء بمقام جرمنی۔ برموقعہ جلسہ سالانہ جرمنی 2014ء

جلسہ سالانہ جرمنی منعقدہ 13،14،15 جون 2014ء کے موقع پر مورخہ 13 جون بروز جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بصیرت افروز خطبہ جمعہ سے جلسہ سالانہ جرمنی کا افتتاح فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جرمنی کا جلسہ سالانہ اس خطبہ کے ساتھ شروع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسے کی حاضری میں ہر سال اضافہ ہوتا ہے۔ امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس سال بھی ہوگا اور ہونا چاہئے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس کی بار بار جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ تمام احمدیوں کو اس جلسہ میں شامل ہونا چاہئے۔ پس جس طرح جماعت کی تعداد بڑھ رہی ہے جلسے کی حاضری بھی بڑھنی چاہئے اور اس کی خاطر تکلیف اٹھا کر بھی لوگوں کو آنا چاہئے۔ آپ لوگ خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جلسے کے مواقع عطا فرمائے ہوئے ہیں۔ پاکستان میں جلسے پر پابندی ہے تو وہاں کے احمدی بے چین ہو جاتے ہیں کہ کاش یہ پابندیاں ختم ہوں تو ہم بھی جلسے منعقد کریں اور ان مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کریں جو جلسے کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائے ہیں۔ ہم بھی ان دعاؤں کے حاصل کرنے والے بنیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسے میں شامل ہونے والوں کے لئے کیں۔ یہاں بعض مہمان بھی پاکستان سے آئے ہوئے ہیں جو مجھے ملے ہیں عورتیں بھی اور مرد بھی۔ روتے ہوئے بعض کی ہچکی بندھ جاتی ہے کہ ہم ان نعمتوں سے محروم ہیں۔ یہ دعا کریں کہ ہمیں بھی یہ نعمتیں ملیں۔

تو بہر حال جیسا کہ ہمیشہ کہتا ہوں کہ پاکستان کے احمدیوں کو اگر جلد ان مشکلات سے نکلنا ہے تو پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ جلد فضل کے سامان پیدا فرمائے۔ ظالموں کے ظلم اور دشمنوں کی مخالفتوں سے ہمیں نجات دے۔ یہ سب کچھ دعاؤں سے ہونا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی ہتھیار نہیں یہ چیز حاصل کرنے کا۔

فرمایا جلسے کے پروگراموں سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ جلسہ کے دنوں میں بھی اور پھر بعد میں بھی جو نیک باتیں یہاں دیکھیں اور سنیں انہیں اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسے کا مقصد صبر کے ساتھ دین کو تلاش کرنا اور فقط دین کو چاہنا بتایا ہے۔ یعنی ہر شخص جو جلسہ میں شامل ہوتا ہے اس نیت سے شامل ہونے کے لئے آئے کہ تھوڑی بہت مشکلات تکلیفیں اگر برداشت بھی کرنی پڑیں تو کر لیں گے اور کوئی بے صبری کا کلمہ منہ سے نہیں نکالیں گے کہ ہم سے یہ سلوک ہوا اور وہ سلوک ہوا۔

فرمایا پس جلسہ پر آنے والے جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ان دنوں میں اپنے جائزے لیں دیکھیں کہ کس حد تک ہم وہ معیار حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے چاہتے ہیں۔ جلسہ کے دنوں میں یہ ماحول اللہ تعالیٰ نے میسر فرمایا ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی ادائیگی کے عملی اظہار ہو سکتے ہیں اور پھر ان عملی اظہاروں کو زندگی کا مستقل حصہ بنانے کی کوشش ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس مہینہ کے آخر میں رمضان کا مہینہ بھی شروع ہو رہا ہے جو عملی تربیت کا مہینہ ہے۔ اگر ان دنوں کی برکتوں کو رمضان المبارک کی عظیم برکتوں سے جوڑنے کی کوشش کریں تو ایک روحانی انقلاب ہم میں پیدا ہو سکتا ہے۔ اور اگر اس نیت سے جلسے پر نہیں آئے یا یہ دن کوئی تبدیلی پیدا کرنے والے نہ بن سکے یا ان کے لئے کوشش نہ کی تو اس جلسے پر آنا نہ آنا ایک جیسا ہے۔ بلکہ بعض دفعہ نقصان کا باعث بھی بن جاتا ہے۔ ایک مجمع ٹھوکر کا باعث بھی بن جاتا ہے۔

فرمایا لیکن اگر صبر برداشت اور جلسے میں شمولیت کا حقیقی مقصد پیش نظر ہو تو نہ صرف اپنے ایمان میں ترقی ہوتی ہے بلکہ بہتوں کے ایمان میں ترقی اور ہدایت کا موجب بھی انسان بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیائے احمدیت میں اب ہر جگہ جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ بیسیوں ممالک میں جلسے منعقد ہوتے ہیں جو جماعتیں بڑھی ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے ماننے والے جو مختلف قوموں اور نسلوں سے تعلق رکھتے ہیں ان کی وجہ سے جو دنیا میں جو ہدایت پھیل رہی ہے وہ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کے حضور جھکانے والا بناتی ہے۔ اگر کوئی بدبخت ایمان ضائع کرنے والا ہوتا ہے تو سینکڑوں خوش قسمت ایمان لانے والے بھی ہوتے ہیں جس کی مثالیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی تھیں اور آج بھی ہیں۔ اس وقت میں ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ وہ لوگ ہدایت کا باعث بنے جو ہزاروں میل دور بیٹھے ہیں اور ایمان میں ترقی کر رہے ہیں۔ ان میں سے اکثریت نے شاید خلیفہ وقت کو بھی نہ دیکھا ہو اور جنہوں نے دیکھا ہے انہیں بھی پچیس تیس سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ لیکن ہدایت کا باعث یہ لوگ کس طرح بن رہے ہیں ایمان میں کس طرح بڑھ رہے ہیں یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔

سیرالیون کا ایک واقعہ ہے۔ کوٹ لوکو ریجن کے معلم لکھتے ہیں کہ کیفے چیوڈم کے چیف امام اور ڈپٹی چیف امام شیخ آدم جماعت کے بہت مخالف تھے۔ ہمارے لوکل معلم شیخ ابراہیم تورے صاحب ان سے جماعتی مسائل پر بات چیت کرتے رہتے تھے۔ جلسہ سیرالیون قریب آیا تو معلم سے کہا کہ چیف امام اور ڈپٹی چیف امام کو جلسے پر بطور مہمان آنے کی دعوت دیں۔ چیف امام نے تو انکار کر دیا لیکن ڈپٹی چیف شیخ آدم جو تھے انہوں نے دعوت قبول کر لی اور پھر یہ جلسے پر تشریف لائے۔ جلسے کے پہلے دن جب لوگ نماز تہجد کے لئے اکٹھے ہوئے جو ایک بہت بڑا مجمع تھا اور جب نماز تہجد میں قرآن کریم سنا اور لوگوں کو خدا کے حضور دعائیں کرتے ہوئے روتا دیکھا تو وہ کہتے ہیں کہ میرا دل پگھل گیا کہ یہ نشانیاں اور لوگوں کا عبادت میں اس طرح مشغول ہونا بتاتا ہے کہ یہ سچے لوگ ہیں اور یہ سچے لوگوں کی جماعت ہے۔ دنیاوی اور جھوٹے لوگوں کی جماعت کے لوگ اس طرح کے نہیں ہوتے۔

پھر مبلغ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پہلے سیشن کے بعد پوچھا کہ آپ کو یہ جلسہ کیسا لگا کیا محسوس ہوا؟ انہوں نے بتایا کہ میں احباب جماعت اور جماعتی روایات سے بہت متاثر ہوا ہوں اور احمدی ہو گیا ہوں اور میرے تمام شبہات دُور ہو گئے ہیں۔ اور وہ واپس جا کر اپنے علاقے میں بھی تبلیغ کرنے لگے کہ حقیقی اسلام یہی ہے جماعت احمدیہ جس پر عمل کر رہی ہے اور پھیلا رہی ہے۔ ان کے امام ان سے ناراض ہو گئے ان کو نکال بھی دیا۔ انہوں نے کہا حق مجھے مل گیا ہے اب میں جماعت کے لئے سب کچھ چھوڑ دوں گا اور سچائی کا ساتھ دوں گا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس علاقے میں ان کے ذریعہ سے بہت سے لوگ احمدی بھی ہوئے ہیں۔

تو ایک جلسے نے ایک شخص کو احمدی بنایا جس کی وجہ سے سینکڑوں لوگوں کو پھر توفیق ملی احمدی ہونے اور زمانے کے امام کو ماننے کی۔ اب شیخ آدم صاحب جو ہیں کیونکہ وہ جلسے کی وجہ سے احمدی ہوئے تھے انہوں نے اپنا نام شیخ آدم جلسہ سالانہ رکھ لیا۔

پس جلسے کئی آدم پیدا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی حالتوں میں تبدیلی پیدا کر کے نئی زمینیں اور نئے آسمان بنا رہا ہے۔ پس ہمیں بھی فکر کرنی چاہئے ہم لوگ جن میں سے اکثریت پیدائشی احمدیوں کی ہے کہ اپنی حالتوں کو درست کریں۔

فرمایا: یہ جلسوں کی برکات ہیں جو دنیا میں ظاہر ہو رہی ہیں۔ دنیائے احمدیت میں اب نیکیوں میں سبقت لے جانے کی ایک دوڑ لگی ہوئی ہے۔ پس آپ لوگ بھی کوشش کریں کہ اس دوڑ میں پیچھے نہ رہ جائیں۔ ایک زمانہ تھا کہ جب شہروں کے مقابلے ہوتے تھے۔ اب تو ملکوں کے مقابلے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے وہی ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کے درد کو سمجھتے ہوئے اپنی حالتوں میں تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔

یہاں میں کچھ باتیں کارکنان اور خاص طور پر ان کارکنان کو جن کے سپرد مہمان نوازی ہے کہنا چاہتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو پہلے ہی بہت کھلے دل کے تھے اور مہمانوں کے لئے آپ کو اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا کہ مہمانوں کے آنے سے نہ تھکنا ہے نہ پریشان ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان آپ کے ان کارندوں کے لئے بھی ہے جن کے سپرد اللہ تعالیٰ نے مہمان نوازی کی ہے جو آپ کے زمانے میں بھی تھے اور آپ کے بعد آنے والے بھی ہیں۔ یہ ان کے لئے برکتیں حاصل کرنے کے مواقع ہیں۔

اس لئے ان دنوں میں مہمانوں کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہئے۔ صرف جلسہ پر ہی نہیں بلکہ عام حالات میں بھی۔ قرآن کریم نے ہمیں حضرت ابراہیم

(باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں)

کمپوزنگ و ڈیزائننگ: کرشن احمد قادیان

منیر احمد حافظ آبادی پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان